اقامت

بیٹھ کر سننا مستحب ہے

احادیث مبارکہ وفقہاے احناف کی تصریحات کے مطابق
اقامت بیٹھ کر سننے کا استحباب اور حی علی الصلوٰۃ
حی علی الفلاح کے وقت جماعت کیلئے کھڑے ہونے
کی تحقیقِ انیق

تالیف

مولانا قاضی **عبدالرزاق** بھترالوی حطاروی

ناشر

حافظ محمد توفیق

متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

نام کتاب .... **اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے**

مصنف .... مولانا حافظ عبدالرزاق بھترالوی حطاروی

خصوصی تعاون .... محمد ارشد دلشاد

کمپیوٹر گرافکس .... **شاھد خاقان** ہزاروی

کمپوزنگ .... شاہنواز احمد ضیائی، طاہر محمود ملک

کمپوزنگ سنٹر .... ٹی ایم ٹریڈرز راولپنڈی

پروف ریڈنگ .... خواجہ وقار احمد چشتی، محمد اسحاق خان جدون

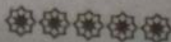
تعداد .... ایک ہزار

ہدیہ 24/

ناشر .... **محمد توفیق** متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ملنے کے پتے:

- **جامعہ جماعتیہ مہر العلوم** شکریال راولپنڈی
- **مکتبہ ضیائیہ** بوہڑ بازار راولپنڈی
- **مکتبہ احمد رضا** کری روڈ شکریال
- **احمد بک کارپوریشن** اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
- **جامعہ مجددیہ فضل العلوم** فوجی کالونی پیرودھائی راولپنڈی
- **دار العلوم غوثیہ رضویہ** ڈھوک حسو راولپنڈی
- **جامعہ رضویہ ضیاء العلوم** ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی



اقامت

بیٹھ کر سننا مستحب ہے

احادیث مبارکہ وفقہائے احناف کی تصریحات کے مطابق
اقامت بیٹھ کر سننے کا استحباب اور حی علی الصلوٰۃ
حی علی الفلاح کے وقت جماعت کیلئے کھڑے ہونے
کی تحقیقِ انیق

تالیف

مولانا قاضی عبدالرزاق بھترالوی حطاروی

ناشر

حافظ محمد توفیق
متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف :

بعض حضرات اہل سنت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر اندر سے کالے اقامت کھڑے ہو کر سننے پر زور دے رہے ہیں کتابچیاں لکھ رہے ہیں۔ مشائخ کے نام لکھ کر لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں کہ مشائخ اہل سنت اقامت کھڑے ہو کر سننے کے قائل تھے یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ اگر بالفرض کسی شیخ کا عمل سنت نبوی کے خلاف ثابت بھی ہو جائے تو شیخ کے عمل کو نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ سنت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جائے گا۔

راقم نے مسئلہ کو دلائل سے واضح کر دیا تاکہ سنیت کے لبادہ میں وہابیوں کے جال میں کوئی شخص نہ پھنسے ۔

عبدالرزاق بھترالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

﴿ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ (پ ۴ رکوع ۳)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (پ ۱۰ رکوع ۱۵)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ (کنزالایمان)

﴿ اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ ﴾ (پ ۱۰ رکوع ۱۵)

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔ (کنزالایمان)

مسلمان اور منافقوں میں فرق:

قرآن پاک کے پارہ دس کی دو آیتوں سے جو الفاظ مبارکہ ذکر کئے گئے ہیں ان ہی دو آیات مبارکہ میں مسلمانوں اور منافقین کی پانچ پانچ علامتیں ذکر کی گئی ہیں۔

علامات منافقین:

برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں نماز کے لئے نہیں آتے مگر جی ہار سے یعنی بڑی سستی سے نماز کی طرف آتے ہیں زکوۃ ادا کرنے اور باقی صدقات واجبہ

کے ادا کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ جہاد میں جلدی جانے کا حکم دیں تو منافقین پیچھے رہتے ہیں سست روی سے کام لیتے ہیں کج روی کرتے ہیں

علامات مؤمنین:

بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں نماز ادا کرنے میں سستی سے کام نہیں لیتے بلکہ بروقت اور چستی سے نماز ادا کرتے ہیں زکوۃ اور صدقات واجبہ ادا کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے جہاد میں جلدی شریک ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرتے ہیں۔

(از تفسیر کبیر)

معروف اشیاء یعنی بھلائی کے کام کیا ہیں:

"المعروف ما وافق الكتاب والسنة المنكر ما خالفهما او المعروف الطاعة والمنكر المعاصی"

قرآن پاک اور حدیث پاک کے مطابق کام بھلائی کے کام کہلاتے ہیں اور قرآن وحدیث کے مخالف کام برے کام کہلاتے ہیں۔ اسی طرح نیکی کا کام معروف ہے اور ہر برائی کا کام منکر ہے تمام احکام مشروعہ بھلائی کے کام ہیں۔

(مدارک پ ۴)

"المشروعات على نوعين عزيمة ورخصة والعزيمة هی اربعة انواع فريضة وواجب وسنة والسنة هی نوعان سنة الهدى والزوائد والرابع النفل"

احکام مشروعہ کی دو قسمیں ہیں عزیمۃ اور رخصۃ، پھر عزیمۃ کی چار قسمیں ہیں، فرض، واجب، سنت، نفل پھر سنت کی دو قسمیں ہیں مؤکدہ اور غیر مؤکدہ۔

(الاختصار من منار)

مستحب اور نفل ایک چیز کا نام ہے:

"ومستحبه ویسمی مندوبا وادبا وفضیلة ونفلا وتطوعا وهو مافعله النبی صلی الله مرة وترکه اخری وما احبه السلف "

(در مختار)

مستحب، مندوب ادب، فضیلت، نفل اور تطوع ایک ہی چیز کے نام ہیں، مستحب وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کبھی چھوڑا ہو یا سلف وصالحین بزرگان دین نے اسے محبوب سمجھا ہو بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ لکھا ہے:

" وان لم یفعله بعد ما رغب فیه "

نبی کریم ﷺ نے ایک کام کو پسند فرمایا ہو اور اسے خود نہ کیا ہو وہ بھی مستحب ہے بلکہ یہ تعریف زیادہ بہتر ہے کیونکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" وقد یطلق علیه اسم السنة وصرح القهستانی بانه دون سنن الزوائد "

بعض حضرات کے نزدیک مستحب پر سنت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے لیکن علامہ قہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ مستحب سنت غیر مؤکدہ سے کم درجہ ہے کیونکہ سنت غیر مؤکدہ نبی کریم ﷺ کے ان افعال کو کہا جائے گا جو آپ نے کبھی کبھی کئے ہوں یا عادتاً کئے ہوں عبادتاً نہیں جیسے لباس وغیرہ لیکن مستحب کے لئے تو نبی کریم ﷺ کا عمل کرنا ضروری ہی نہیں بلکہ آپ نے صرف پسند فرمایا ہو یا سلف وصالحین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ مستحب ہے۔

یعنی ہر سنت کو مستحب تو کہا جا سکتا ہے لیکن ہر مستحب کا سنت ہونا ضروری نہیں خیال رہے کہ سنت مؤکدہ پر مستحب کا اطلاق صرف مستحسن ہونے کے لحاظ سے ہوگا اور سنت غیر مؤکدہ پر اپنے حقیقی معنی سے۔

مستحب کا حکم:

"وحکمه الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک"

مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور چھوڑنے پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔ (شامی)

بغیر دلیل کے کراہت ثابت نہیں:

" لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھة اذ لابد لها من دلیل خاص "

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ مکروہ ثابت کرنے کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے۔ (شامی)

خیال رہے کہ اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے شامی کی آنے والی بحث سے یہ واضح ہے

کسی کام کا فعل مستحب یا سنت اور ترک مکروہ کا اجتماع محال نہیں:

جب کسی کام کے چھوڑنے سے لزوم دلیل سے ثابت ہو جائے اور اس کا مستحب ہونا یا سنت ہونا بھی ثابت ہو تو اجتماع ممکن ہے:

" بقی الکلام فی المکروہ تنزیها فاقول انه داخل فی السنة لان ترک المکروہ تنزیها سنة "

احکام مشروعہ اور ممنوعہ کی وجہ حصر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ابھی تک مکروہ تنزیہی کے متعلق بحث نہیں کی گئی لیکن وہ سنت میں داخل ہے اس لئے کہ مکروہ تنزیہی کا ترک کرنا سنت ہے۔

(قمر الاقمار)

اقامت میں حی علی الصلوة یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

اقامت بیٹھ کر سننا حی علی الصلوۃ یاحی علی الفلاح پر کھڑے ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے، فقہاء کرام نے اس کی تصریح کی ہے نیز حدیث پاک سے ثابت ہونے والا مسئلہ دراصل قرآن پاک سے ثابت ہے اس پر ایک صحابی رسول ﷺ کا پیارا استدلال۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" لعن الله الواشمات والمستوشمات الخ "

سوئی سے جسم کے اعضاء میں رنگ بھرنے والی اور بھروانے والیوں پر لعنت ہو (جس طرح آج کل بھی لوگ بازو وغیرہ پر نام لکھواتے ہیں اور پھول بنواتے ہیں)

ایک عورت بنی اسد (قبیلہ) کی ام یعقوب آئی اس نے آپ سے وجہ پوچھی کہ آپ نے عورتوں پر لعنت کیوں فرمائی تو آپ نے فرمایا کہ میں ان پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہو اور وہ قرآن پاک میں بھی مذکور ہو۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے تو سارا قرآن پڑھا ہے کہیں اس کا تذکرہ نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا اگر تم (تفکر و تدبر سے) قرآن پڑھتی تو ضرور پالیتی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾

رسول اللہ ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ۔

گویا صحابی رسول ﷺ کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ارشاد نبوی ہوگا وہ اس آیت کی رو سے اللہ کا حکم ہی ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رسول اللہ ﷺ کے احکام کو تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسئلہ اقامت حدیث پاک کی روشنی میں:

" عن ابی قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى ترونی "

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو ۔

(مسلم شریف ج ۱ باب متی یقوم الناس للصلوۃ)

" عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتی ترونی "

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ (ابوقتادۃ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھ نہ دیکھ لو۔

(بخاری شریف ج ۱ ، باب متی یقوم الناس اذا راو الامام عند الاقامۃ)

مسئلہ اقامت میں شافعی مذہب:

" فمذهب الشافعی رحمة اللہ و طائفة انه یستحب ان لا یقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامة "

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک فریق کا مذہب یہ ہے مستحب یہ ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہ کھڑا ہو جب تک مؤذن (اقامت کہنے والا) اقامت سے فارغ نہ ہو۔

(نووی شرح مسلم ، علی حدیث ابی قتادۃ)

" ومذهب الشافعی وطائفة انه یستحب ان لا یقوم حتی یفرغ المؤذن من الاقامة وهو قول ابی یوسف رحمهما اللہ "

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک فریق کا مذہب یہ ہے کہ اس وقت تک کوئی نہ کھڑا ہو جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو یہی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے۔

(عینی شرح بخاری علی حدیث ابی قتادۃ ج ۳)

اقامت میں حضرت امام احمد بن حنبل کا مذہب

اقامت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مذہب :

"وکان انس رحمه الله تعالیٰ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوة وبه قال احمد رحمه الله تعالیٰ"

حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قدقامت الصلوۃ کہتا حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

(نووی شرح مسلم علی حدیث قتادۃ)

"وقال احمد اذا قال المؤذن قد قامت الصلوة مرة قاموا واذا قال ثانية افتتحوا"

حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب مؤذن پہلی مرتبہ قد قامت الصلوۃ کہے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور جب دوسری مرتبہ کہے تو نماز کو شروع کرلیں۔ (عینی شرح بخاری علی حدیث ابی قتادہ ج۵ ص۱۵۲)

اقامت میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب:

"وقال ابو حنيفة ومحمد يقومون فى الصف اذا قال حى على الصلوة واذا قال قد قامت الصلوة كبر امام لانه امين الشرع واذا لم يكن الامام فى المسجد فذهب الجمهور الى انهم لايقومون حتى يروه"

امام ابوحنیفہ اور امام رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا:

لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب (مکبر) حی علی الصلوۃ کہے اور جب قد قامت الصلوۃ کہے تو امام تکبیر (تحریمہ) کہے کیونکہ وہ شریعت کا امین ہے (گویا وہ قد قامت الصلوۃ کی عملاً مطابقت کرے) اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور اسی طرف گئے ہیں کہ بیشک وہ اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو نہ دیکھ لیں۔

(عینی شرح بخاری علی حدیث ابی قتادۃ ج۵)

"وقال ابو حنيفة رضى الله عنه والكوفيون يقومون فى الصف اذا قال حى على الصلوة فاذا قال قد قامت الصلوة كبر الامام وقال جمهور العلماء من السلف والخلف لا يكبر الامام حتى يفرغ المؤذن من الاقامة"

امام بوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی اور اہل کوفہ کا اس پر عمل رہا کہ (مکبر) جب حی علی الصلوۃ کہتا وہ کھڑے ہوتے اور جب قد قامت الصلوۃ کہتا تو امام تکبیر (تحریمہ) کہہ لیتا اور دوسرے جمہور علماء متقدمین ومتاخرین کا قول یہ ہے کہ مؤذن (مکبر) جب اقامت سے فارغ ہو جائے تو امام پھر تکبیر تحریمہ کہے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادۃ)

"وعن ابى حنيفة يقومون اذا قال حى على الفلاح فاذا قال قد قامت الصلوة كبر"

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے اور جب قد قامت الصلوۃ کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہہ لے۔

(فتح الباری ج ۲، علی حدیث ابی قتادۃ)

کراہیت کا ثبوت بادلیل:

"وفى المصنف كره هشام بن عروة ان يقوم حتى يقول المؤذن قد قامت الصلوة"

مصنف (عبدالرزاق) میں ہے کہ حضرت ہشام بن عروۃ رضی اللہ عنہ مکبر کے قد قامت الصلوۃ کہنے سے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(عینی شرح بخاری ج ۲، علی حدیث ابی قتادۃ)

صرف مالکی مذہب میں قیام کا وقت مقرر نہیں:

"ونقل القاضى عياض عن مالك رحمة الله عليه وعامة العلماء انه يستحب ان يقوموا اذا اخذ المؤذن فى الاقامة"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین عام علماء مکبر کے اقامت شروع کرنے پر کھڑے ہونے کو مستحب سمجھتے تھے

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادۃ)

عن عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتی ترونی خرجت وفی الباب عن انس وحدیث انس غیر محفوظ قال ابو عیسی (الترمذی) حدیث ابی قتادۃ حدیث حسن صحیح وقد کرہ قوم اھل العلم اصحاب النبی ﷺ غیر ھم ان ینظر الناس الامام وھم قیام وقال بعضھم اذا کان الامام فی المسجد و اقیمت الصلوۃ فانما یقومون اذا قال المؤذن قد قامت الصلوۃ قد قامت الصلوۃ وھو قول ابن المبارک"

حضرت عبداللہ بن ابی قتادۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے (گھر سے رحجرہ سے) نکلتا ہوا نہ دیکھ لو، اسی باب میں ایک حدیث حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے لیکن وہ غیر محفوظ ہے ابوعیسی (ترمذی) کہتے ہیں کہ حدیث ابی قتادۃ حسن صحیح ہے، اہل علم کی ایک قوم صحابہ کرام اور دوسرے حضرات نے کھڑے ہو کر امام کی انتظار کو مکروہ سمجھا ہے اور دوسرے ان میں سے ہی یعنی صحابہ کرام اور دیگر اہل علم نے فرمایا کہ جب امام مسجد میں ہو اور نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو لوگ مکبر کے قدقامت الصلوۃ قدقامت الصلوۃ کہنے سے پہلے کبھی نہ کھڑے ہوں، یہی قول ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

(ترمذی شریف ج ۱ باب کراھیۃ ان ینظر الناس الامام وھم قیام عند افتتاح الصلوۃ)

ابوعیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار تبصرہ:

☆ آپ نے فرمایا: حدیث حسن صحیح ہے جس سے احکام ثابت ہوتے ہیں کوئی شخص بزعم خویش علم کا دریا بلکہ ہمارے خیال میں سراب سے زیادہ کچھ حیثیت نہ رکھنے

والا حدیث کو ضعیف کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتا۔

☆ صحابہ کرام اور دوسرے اہل علم کے اقوال کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کر کے واضح کر دیا کہ لوگ امام کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کریں اور امام مسجد میں موجود ہو تو پھر بھی لوگ کبھی کھڑے نہ ہو جب تک مکبر قدقامت الصلوۃ نہ کہے، لفظ ''انہا'' کو دیکھا جائے جو حصر پر دلالت کر رہا ہے میں نے اسی کے مطابق بفضلہٖ تعالیٰ ترجمہ کیا ہے۔

اعتراض مختلف احادیث میں تطبیق کیسے:

" وفی روایة ابی هریرة رضی الله عنه اقیمت الصلوٰة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا رسول الله ﷺ "

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نماز کے لئے اقامت کہی جاتی تو ہم کھڑے ہوتے پھر ہم صفوں کو درست کرتے نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادة)

" وفی روایة ان الصلوة کانت تقام لرسول الله ﷺ فیاخذ الناس مصافهم قبل ان یقوم النبی ﷺ مقامه "

ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے لئے اقامت کہی جاتی نبی کریم ﷺ کے اپنے مقام (مصلی اقامت) پر کھڑے ہونے سے قبل لوگ صفیں بنانا شروع کر دیتے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادة)

خلاصۂ کلام:

پہلی حدیث سے سمجھ آیا کہ آپ نے منع فرمایا یعنی مجھے دیکھنے سے پہلے کھڑے نہ ہو۔

دوسری حدیث سے سمجھ آیا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی تشریف لانے سے پہلے صفوں کو درست فرماتے۔

تیسری حدیث سے سمجھ آیا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے مصلی امامت میں پہنچنے سے پہلے صفوں کو درست فرماتے۔

جواب :

پہلی اور تیسری حدیث میں تطبیق علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"قال القاضی عیاض رحمة الله ان یجمع بین مختلف هذه الاحادیث بان بلالا رضی الله عنه کان یراقب خروج النبی ﷺ من حیث لا یراه غیره او الا القلیل فعند اول خروجه یقیم ولا یقوم الناس حتی یروه ثم لا یقوم مقامه حتی یعدلوا الصفوف "

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان مختلف احادیث میں وجہ جامعیت یعنی تطبیق واضح طور پر موجود ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تھے یعنی اپنی نگاہ کو حجرۂ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر جمائے رکھتے تھے جب آپ ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کو دیکھتے یا کچھ چند حضرات اور بھی دیکھ لیتے حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی اقامت شروع فرمالیتے اور دیگر صحابہ کرام اس وقت تک نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہیں لیتے تھے پھر نبی کریم ﷺ کے مصلی امامت تک پہنچنے سے پہلے صحابہ کرام صفوں کو درست فرمالیتے۔ (نووی شرح مسلم ج ۱ علی حدیث ابی قتادہ)

دوسری حدیث کی وضاحت علامہ نووی علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں:

" وقوله فی روایة ابی هریره رضی الله عنه فیاخذ الناس مصافهم قبل خروجه لعله کان مرة او مرتین ونحوهما لبیان الجواز او لعذر ولعل قوله ﷺ فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذالک "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے صحابہ کرام صفوں کو درست فرماتے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک دو مرتبہ کا واقعہ ہے یعنی صفوں کو پہلے درست فرمانا بہت کم مرتبہ درپیش آیا ہے یا بیان جواز کے لئے کیونکہ نبی کریم ﷺ پر ضروری ہوتا ہے کہ جن صورتوں پر عمل کرنا بہتر ہی کیوں نہ ہو یا کسی عذر کے پیش نظر یا نبی کریم ﷺ کا وہ ارشاد گرامی جس میں یہ فرمایا "فلا تقوموا حتی ترونی" (جب تک مجھے نہ دیکھ لو اس وقت تک نہ کھڑے ہو) بعد کا ہے اور صفوں کو پہلے درست کرنے والا معاملہ پہلے کا ہے، اس صورت میں یہ حکم پہلے عمل کے لئے ناسخ ہوگا۔

(نووی شرح مسلم ج ۱ علی حدیث ابی قتادۃ)

اعتراض:

اس مسئلہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا لیکن حضرت شیخ محقق کا قول بصورت احتمال ہے اور جس میں احتمال ہو اس سے استدلال نہیں ہو سکتا چنانچہ مشہور مقولہ ہے: "اذا جاء الاحتمال فسد الاستدلال" یعنی جب دلیل میں احتمال کی صورت ہوئی تو اس دلیل سے اثبات باطل۔

اعتراض کا جواب یعنی علمی نکتہ کا جائزہ:

میں نے اپنی بحث میں واضح کر دیا ہے کہ مذاہب ثلاثہ (تینوں مذہب) یعنی حنفی، شافعی، حنبلی میں اقامت میں بیٹھنا ہے اقامت کھڑے ہو کر نہیں سنی جائے گی۔

اس کے بعد غور کریں کہ علامہ نووی نے جو صورتیں بیان کی ہیں یا شیخ محقق نے ان میں سے کسی ایک کو نہ مانا جائے تو تینوں مذہبوں کا ابطال لازم آئے گا صرف لفظ احتمال یا احتمال پر دلالت کرنے والے الفاظ سے کسی کو پریشانی ہو تو طحاوی کا تو وجود ہی ختم ہو جائے گا، طحاوی کا طرز استدلال ہی یہ ہے کہ وہ پہلے تمام احتمالات نقل کرتے ہیں پھر اپنا مؤقف

معترضین کا کتمان حق:

اعتراض: جب احتمالی قول حدیث جابر (جو مذکور ہوئی) کے خلاف ہے تو احتمالی قول سے بیٹھنے کو سنت اور کھڑے ہونے کو مکروہ تحریمی ثابت کریں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب:

معترض نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو نووی شرح مسلم سے تو ذکر کر دیا لیکن یہ نہ سمجھ آیا کہ علامہ نووی نے اس حدیث سے تطبیق دینے کے لئے پیش کیا ہے اس تطبیق کو معترض نے ذکر نہیں کیا، حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی طرف غور کریں:

" وفی روایة جابر بن سمرة رضی الله عنه کان بلال رضی الله عنه یؤذن اذا دحضت و لا یقیم حتی یخرج النبی ﷺ فاذا خرج اقامت الصلوة حین یراه "

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سورج کے ڈھلنے پر اذان کہتے تھے اور جب تک نبی کریم ﷺ نہیں نکلتے تھے آپ اقامت نہیں کہتے تھے جب آپ ﷺ نکلتے تو آپ ﷺ کو دیکھتے ہی آپ اقامت کہتے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادة)

اگر چہ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیق کا پہلے ذکر کر چکا ہوں، قارئین کو پھر توجہ دلانے کے لئے دوبارہ ذکر کر رہا ہوں تا کہ قارئین خود ہی اعتراض کی حیثیت کا اندازہ لگائیں۔

علامہ نووی کی تطبیق:

" قال القاضی عیاض رحمة الله ان یجمع بین مختلف هذا الاحادیث بان بلال رضی الله عنه کان یراقب خروج النبی ﷺ من

حیث لا یراہ غیرہ او الا القلیل فعند اول خروجہ یقیم ولا یقوم الناس حتی یروہ ثم لا یقوم مقامہ حتی یعدلوا الصفوف "

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مختلف احادیث میں وجہ جامعیت یعنی تطبیق واضح طور پر موجود ہے کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تھے یعنی آپ اپنی نگاہ کو حجرۂ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر جمائے رکھتے تھے جب آپ ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لاتے تو صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کو دیکھتے یا کچھ چند حضرات اور بھی دیکھ لیتے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی اقامت شروع فرما لیتے اور دیگر صحابہ کرام اس وقت تک نہیں کھڑے ہوتے تھے جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہیں لیتے تھے، پھر نبی کریم ﷺ کے مصلی امامت تک پہنچنے سے پہلے صحابہ کرام صفوں کو درست فرما لیتے۔

(نووی شرح مسلم ج ۱، علی حدیث ابی قتادۃ)

اعتراض: یہ تو ایک حدیث ہے جو مختلف کتب میں ہے۔

جواب: حضرت ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے متعلق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "حدیث ابی قتادۃ حسن صحیح" ابو قتادۃ کی حدیث حسن صحیح ہے احکام ثابت کرنے کے لئے اس درجہ کی ایک ہی حدیث کافی ہے، معترض تو اپنے مؤقف پر ایک حدیث بھی ثابت نہیں کر سکتے جب کہ ہماری پیش کردہ حسن صحیح حدیث کو ایک حدیث سمجھ کر ناکافی سمجھنا فرمان مصطفوی ﷺ کی توہین ہے۔

زبان مصطفیٰ ﷺ سے تو صرف "نعم" (ہاں) نکل جائے تو فرائض ثابت ہو جاتے ہیں، کاش کہ ارشاد مصطفیٰ ﷺ کا علم ہوتا:

" عن ابی ھریرہ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فقال ایھا الناس فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ فسکت حتی قالھا ثلثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا پس حج کرو ایک شخص (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ ﷺ خاموش رہے (کوئی جواب نہ دیا) یہاں تک کہ تین مرتبہ اس صحابی نے اسی طرح عرض کیا (آپ ﷺ ہر مرتبہ خاموش رہے) بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم (ہاں) کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا تم اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے۔

صحابہ کرام جیسا ایمان ہوتا تو ایک حدیث کہہ کر طنز کرنے کی جسارت نہ کرتے:

"عن ابی الدرداء ان رجلا قال یا رسول اللہ فی الصلوٰۃ قرآن قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں قرآن پاک پڑھا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نعم (ہاں) تو یہ سن کر ہی ایک انصاری صحابی نے کہا قرأۃ واجب ہوگئی۔

(طحطاوی ج ۱، باب القرأۃ خلف الامام)

نبی کریم ﷺ فرمائیں کہ میں ہاں کہہ دوں تو حکم فرض ہو جائے، صحابہ کرام بھی عرض کریں کہ مصطفی ﷺ نے چونکہ ہاں فرما دیا ہے اس لئے حکم فرض ہو گیا۔

ایک علمیت کا دعویدار کہے ایک حدیث پیش کی گئی کتنی بڑی جسارت، کتنی بڑی جرات کتنی بے باکی ایک حدیث موضوع نہیں ضعیف نہیں بلکہ حسن صحیح ہے یا اللہ ایسی جرات سے محفوظ رکھ۔

اعتراض: ابواب کے عنوان سے واضح ہوا کہ مقتدیوں کو کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا اس وقت مکروہ ہے جب امام موجود نہ ہو۔

جواب: علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لیس فی ذکر القلیل نفی الکثیر"

(نووی شرح مسلم ج ۲ باب الاستشهاد فی التمس)

قلیل کے ذکر سے کثیر کی نفی نہیں ہوتی، عنوان کے ماتحت کسی ایک مسئلہ کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں، کسی ایک شق کا ذکر کر دیا جائے دوسری کا ذکر نہ کیا جائے پھر بھی نفی نہیں فقہی کتب میں کبھی عنوان ہوتا ہے" باب الحیض "حیض کے مسائل کے ساتھ نفاس اور استحاضہ کے مسائل بھی بیان ہوتے ہیں، کبھی فقہاء عنوان مرتب فرماتے ہیں" باب بیع الفاسد "، لیکن بیع فاسد کے مسائل کے ساتھ بیع باطل کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے مفروضے کو پہلے ہی باطل کر رکھا ہے، معترض حضرات کی نظر صرف ایک باب پر پڑی ہے وہ عنوان بخاری میں اس طرح ہے:

" باب متی یقوم الناس اذا رأو الامام عند الاقامة "

اقامت کے وقت لوگ امام کو دیکھ کر کب کھڑے ہوں باب اس کے بیان میں

معترض حضرات نے صرف اس باب کو دیکھ کر مفروضہ قائم کر دیا کہ عنوان میں جب صرف امام کو دیکھنے کا ذکر ہے تو یہ صرف اس وقت ہوگا جب امام موجود نہ ہو امام کے موجود ہونے کی صورت میں کہاں مکروہ؟ کہاں مستحب؟ اس کا تو ذکر نہیں، کاش بخاری کا دوسرا باب بھی دیکھ لیا جائے۔ بخاری میں دوسرا باب یہ ہے:

" باب لایقوم الی الصلوة مستعجلا ولیقم الیھا بالسکینة والوقار "

باب اس مسئلہ کے بیان میں کہ کوئی شخص نماز کے لئے جلدی کھڑا نہ ہو بلکہ آرام اور پروقار طور پر کھڑا ہو۔

اس عنوان کے تحت وہی حدیث بیان کی جو زیرِ عنوان" باب متی یقوم الناس اذا راو الامام عند الاقامة "ذکر کی دوسرے عنوان میں ذکر کردہ حدیث پاک کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں:

" عن عبد اللہ ابن ابی قتادة عن ابیه قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوة فلا تقوموا حتی ترونی وعلیکم السکینة "

حضرت ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اقامت نماز کے لئے کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو تم پر آرام سے کھڑے ہونا لازم ہے ۔

اعتراض : بخاری شریف کے بعض شارحین نے اس باب کا نام " باب لا یسعی الی الصلوۃ مستعجلا ولیقم بالسکینۃ " نام رکھا ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ نماز کھڑی ہو تو دوڑ کر نماز سے نہ ملے بلکہ آرام سے ملے ۔ لہذا اس باب کو بطور دلیل پیش کرنا صحیح نہیں ۔

جواب :

اس کے ماتحت جو حدیث شریف درج کی گئی اس کے مناسب پہلا ہی عنوان ہی درست ہے کیونکہ اس دوسرے عنوان کا مطلب بھی یہ ہے کہ نماز کے لئے جلدی کھڑا نہ ہو بلکہ آرام سے کھڑا ہو جس طرح اس کی شرح عمدۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے :

" ای ھذا یذکر فیہ لا یقوم الشخص الی الصلوۃ حال کونہ مستعجلا ولیقم الی الصلوۃ متلبسا بالسکینۃ والوقار "

یعنی اس باب میں یہ مذکور ہے کہ کوئی شخص نماز کے لئے جلدی نہ کھڑا ہو بلکہ آرام اور وقار سے کھڑا ہو ۔

اب مطلب واضح ہوا کہ دونوں باب اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ نمازی جلدی نہ کھڑا ہو، پہلے عنوان میں یہ ثابت ہے کہ امام کو دیکھنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں دوسرے میں مطلق ذکر ہے کہ جلدی نہ کھڑے ہوں اب دونوں مسئلے ثابت ہو گئے ۔

تنبیہ :

خیال رہے کہ جماعت کھڑے ہونے پر دوڑ کر نماز میں آکر ملنے کی ممانعت بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے مسلم شریف میں اس مسئلہ کا اسی عنوان سے بیان کیا گیا ہے

" باب استحباب اتیان الصلوۃ بوقار سکینۃ والنھی عن اتیانھا سعیا "

نماز میں آرام اور وقار سے آ کر ملنے اور نماز میں دوڑ کر ملنے کی ممانعت کے بیان میں۔

اس عنوان کے تحت مسلم شریف میں کئی احادیث ہیں ایک حدیث کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ خود واضح ہو جائے کہ بخاری شریف میں ذکر کردہ حدیث پاک اس مضمون پر دلالت نہیں کر رہی بلکہ وہی مفہوم ہے جو ذکر کیا جا چکا ہے:

" ان ابا هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اذا اقيمت الصلوة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا السكينة فما ادركتم فصلوا او ما فاتكم فاتموا "

بیشک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ آرام وقار سے چل کر آؤ جتنی نماز تمہیں مل جائے تو وہ (جماعت سے) ادا کر لو اور جو تم سے رہ جائے وہ (امام کے سلام کے بعد) پوری کر لو۔

(مسلم شریف ج ۲، ص ۲۲۰)

اس عنوان سے ایک مشکل کا حل:

مسلم شریف کے عنوان سے پتہ چلا کہ جماعت کھڑی ہو جائے تو آرام سے چل کر جماعت سے ملنا مستحب ہے اور دوڑ کر ملنا مکروہ ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ اقامت بیٹھ کر سننا اور حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے تو کون سی مشکل درپیش آئے گی۔

"ساتھ ساتھ ایک اور مشکل کا حل بھی ہو گیا"

اعتراض: متون کا شروح پر مقدم ہونا مسلم ہے متون میں کراہیت کا ذکر نہیں

جواب: صرف چند الفاظ کو یاد کر لینے سے مطالب حاصل نہیں ہوتے جب شروح اور متون میں تعارض ہو اور وہ تعارض اٹھانا ممکن نہ ہو تو پھر یہ ضابطہ صادق آئے گا کہ

متون پر عمل کیا جائے اور شروح کو چھوڑ دیا جائے اگر ان میں تعارض ہی نہ ہو تو متون کا شروح پر مقدم ہونا مسلم ہے۔ کہ جماعت کھڑی ہو جائے تو دوڑ کر نہ ملنا بلکہ آرام سے چل کر ملنا مستحب ہے دوڑنا منع ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے توجہ فرمائیں کہ مسئلہ اقامت کو متون نے مستحب تحریر فرمایا اور شروح میں اس کی مزید وضاحت ہے کہ اس پر عمل مستحب ہے اور ترک مکروہ ہے، شروح کا مقصد ہی زیادہ واضح کرنا ہوتا ہے، اگر متن کے بغیر کسی اور ایک لفظ کو بھی تسلیم کرنا منع ہوتا تو سلف صالحین کو شروح تصنیف کرنے ضرورت در پیش نہ آتی ذرا غور تو فرمائیں متون وشروح میں کون سا تعارض ہے کہ متن پر عمل نہ ہو سکے، یہ صرف اپنے موقف کو ثابت کرنے اور دل کو تسلی دینے کے لئے طفل تسلیاں ہیں، اس سے زائد کچھ نہیں۔

اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا سنت ہے:

علامہ چلپی نے سنت بھی تحریر کیا ہے، قمر الاقمار کے حوالہ سے میں ابتداء ثابت کر چکا ہوں کہ ترک سنت مکروہ ہے:

" والقیام ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز والسنة ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ومثله فی المبتغی "

امام اور قوم کے قیام کے مسئلہ میں وجیز میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح کہے تو امام اور قوم کو اس وقت کھڑا ہونا سنت ہے، اس طرح مبتغی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

(حاشیہ شیخ شلبی (چلپی) علی التبیین)

اعتراض: کھڑے ہونے سے منع اس وقت ہے جس وقت امام موجود ہو اور پہلے کھڑے ہونے میں بلا فائدہ تھکاوٹ ہو تو اگر امام موجود اور کھڑے ہونے میں صفوں کو سیدھا کرنا اور کشادگی کو بند کرنا اور قرات امام سے قبل ثناء پڑھنے جیسے فوائد ہوں تو قیام ممنوع ہرگز نہیں۔

معترض حضرات نے صرف ان عبارات کو دیکھا:

" قال العلماء والنهى عن القيام قبل ان يروه لئلا يطول عليهم القيام لانه قد يعرض له عارض فيتاخر بسببه "

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ امام کو دیکھنے سے پہلے کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے تا کہ ان پر قیام لمبا نہ ہو جائے اس لئے کہ امام کو کبھی عارضہ درپیش آ جانے کی وجہ سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

(نووی ج ۱، ص ۲۲۰)

حاشیہ موطا امام محمد ص ۸۹ میں ہے:

" وقال ابو حنيفة واصحابه اذا لم يكن معهم الامام فى المسجد فانهم لا يقومون حتى يروا الامام لحديث ابى قتادة عن النبى ﷺ اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى ترونى "

امام ابو حنیفہ اور آپ ﷺ کے اصحاب رحمہم اللہ نے کہا کہ جب امام قوم کے ساتھ مسجد میں نہ ہو، بیشک وہ اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک امام کو نہ دیکھ لیں کیونکہ حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اس میں یہی ہے کہ جب اقامت کہی جائے اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے نہ دیک لو۔

کاش کہ یہ عبارات بھی نظر آ جائیں:

" وقال اذا كان الامام فى المسجد واقيمت الصلوة فانما يقومون اذا قال المؤذن قد قامت الصلوة وهو قول ابن المبارك "

بعض حضرات نے کہا جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو قد قامت الصلوۃ پر لوگ کھڑے ہوں یہی صحابہ کرام کا معمول تھا اور یہی حضرت ابن مبارک کا قول ہے (اس سے قبل صحابہ کرام کا ہی ذکر آ رہا ہے)

(ترمذی شریف، ج ۱)

" والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلافا لزفر فعنده عنه حی علی الصلوة"

امام اور مقتدی کھڑے ہوں جب حی علی الفلاح کہا جائے البتہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب حی علی الصلوۃ کہا جائے

(تنویر الابصار ، درمختار)

یہاں امام اور مقتدی دونوں کے کھڑے ہونے کا ذکر ہے امام کو دیکھ کر مقتدی کھڑے ہوں پہلے نہ کھڑے ہوں کہ ہوسکتا ہے امام کو دیر نہ ہو جائے مقتدی کھڑے ہو کر تھک نہ جائیں لیکن امام کسے دیکھ کر کھڑا ہو گا وہ کس کی انتظار میں تھکاوٹ برداشت کرے گا۔

اعتراض: قیام مستحب کی ابتداء کس وقت ہے؟اس کا ذکر کتب احناف میں نہیں؟

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے بزرگان دین، علماء کرام پسند کریں وہ بھی مستحب ہے تو وقت کی ابتداء معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں لیکن یہاں تو روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ یہ امر مستحب و مستحسن نبی کریم ﷺ اور اصحابہ کرام کے زمانہ سے چل رہا ہے، فقہاء کرام جب حدیث پاک نقل فرما رہے ہیں، تو اور زیادہ کس چیز کی ضرورت باقی رہ گئی؟ فقہاء کرام کو تاریخ لکھنا ضروری تھا یا کہ فقط زمانہ مصطفیٰ ﷺ لکھنا کافی تھا؟ حقیقت بات یہ ہے کہ انسان ضد اور حسد کی وجہ سے ایسی عجیب حالت میں ہو جاتا ہے کہ سورج کی طرح روشن چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔

لفظ لاباس سے بعض حضرات غلطی کا شکار ہوئے:

چنانچہ الطعطار علی الدر المختار میں ہے:

" والقیام لامام ومؤتم الخ مسارعة لامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التاخیر لا التقدیر حتی لو قام اول الاقامة"

یعنی حی علی الفلاح کے وقت قیام مستحب ہونے کی علت مؤذن کے امر کی فورا

بجا آوری ہے اور اس عبارت (والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح) سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس (حی علی الفلاح) کے کہنے کے بعد تاخیر قیام سے بچنا ہے نہ تقدیم قیام سے یعنی قیام کو حی علی الفلاح کے وقت سے مقید کرنے کی قید کا کیا فائدہ؟ تاخیر قیام سے احتراز ہے تقدیم قیام سے احتراز کے لئے یہ قید نہیں

جواب:

اس تمام بحث میں اصل غلطی کی وجہ لا بأس کا لفظ ہے معترضین اس کو صحیح نہیں سمجھ سکے حتی لو قام اول الاقامۃ لا باس بہ کا بظاہر ترجمہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اقامت کے اول میں کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اس عبارت سے یہ مطلب لینا کہ پہلے کھڑا ہونا مکروہ ثابت نہیں ہوسکتا اور علت صرف تاخیر قیام سے بچنا ہے یہ مفروضہ قائم کرنے کی ضرورت صرف اس لئے در پیش آئی کہ لفظ لا بأس کو حضرات نہ سمجھ سکے کیونکہ لفظ لا بأس مختلف معانی میں استعمال ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یعنی حرام نہیں لیکن مکروہ ہے اور اس کے خلاف دوسری صورت مستحب ہے اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے تنویر الابصار کی عبارت اور شامی کی ملاحظہ ہوتا کہ عقدہ آسانی سے حل ہو جائے۔۔

ولا بأس بنقشہ خلا محرابہ (تنویر الابصار) مسجد کو سوائے محراب کے نقش ونگار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فانہ یکرہ لانہ یلہی المصلی (درمختار) محراب کو نقش ونگار کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ نمازی کی توجہ نماز سے پھیر دیتا ہے یعنی محراب میں اتنے نیچے تک نقش ہوں جن پر نمازی کی حالت میں سجدہ کی جگہ دیکھنے کے باوجود نظر پڑے تمام دیواروں کا یہی حکم ہے باقی جگہ نقش ونگار مسجد کی تعظیم کے پیش نظر مستحب ہیں شامی میں ہے:

"وقیل یستحب لما فیہ من تعظیم المسجد" (شامی ج ۱ ص ۴۸۷)

بعض فقہاء کرام نے کہا ہے کہ مسجد کی تعظیم کی نیت سے مستحب ہے لیکن اس نیت کے بغیر نقش کرنے کے لئے لفظ لا بأس استعمال کیا ہے اس پر بحث کرتے ہوئے شامی فرماتے ہیں:

" قال فی النهاية لان لفظ لابأس دليل على ان المستحب غيره لان الباس شدة "

نہایہ میں ہے کہ لفظ لا بأس دلیل ہے کہ دوسری جانب مستحب ہے کیونکہ "بأس" کا معنی شدت ہے یعنی اس میں کوئی شدت وسختی نہیں یعنی مسجد کی تعظیم کی نیت کے بغیر نقش ونگار مکروہ ہیں اور نقش ونگار نہ کرنا مستحب ہے۔

(شامی ج ۱ ص ۳۸۲)

اب اس بحث سے نتیجہ بہت واضح ہوا کہ اقامت کہتے ہوئے حی علی الصلوۃ سے پہلے کھڑے ہونے میں کوئی شدت وحرمت تو نہیں لیکن مکروہ ہے اور حی علی الصلوۃ پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

تعامل الناس کی اصلاح کا غلط استعمال:

اعتراض: نور الانوار ص ۶ میں ہے "وتعامل الناس ملحق بالاجماع" یعنی لوگوں کا تعامل حجج شرعیہ سے اجماع امت کے ساتھ ملحق ہے ہدایہ آخرین ص ۴۵ میں وللتعامل جوزنا الاستصناع یعنی استصناع کو ہم نے جائز قرار دیا کہ لوگوں کا تعامل ہے

قدر تشریح استصناع میں شئ معدوم کی بیع ہوتی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ معدوم کی بیع جائز نہیں مگر جب فقہا نے لوگوں کو عمل کرتے ہوئے دیکھا تو اس تعامل کی بنا پر جواز کا فتویٰ دیا۔

جواب: معترضین کی اس بحث سے تو یہ پتہ چلا کہ ہر ناجائز کام پر جب لوگ عمل شروع کر دیں تو علماء اس کے جواز کا فتویٰ دے دیں نعوذ باللہ من ذالک۔

مطلق تعامل الناس (لوگوں کا عمل) کوئی دلیل نہیں، نور الانوار میں ایک اعتراض کا جواب دیا جارہا ہے کہ ماتن نے شرعی حجتوں کو چار میں منحصر کردیا ہے حالانکہ تعامل الناس بھی ایک دلیل ہے تو شارح نے جواب دیا کہ تعامل الناس کوئی دلیل نہیں اگر کہیں تعامل الناس پر کسی دلیل کی وجہ سے فقہاء کرام فتوی دیں گے تو دلیل وہاں اجماع امت کو بنایا جائے گا یہ نہیں کہ وہاں دلیل تعامل الناس کو بنایا جائے گا

معترضین اصل میں لفظ ملحق کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے معترضین نے یہ سمجھا کہ ہر تعامل الناس اجماع کا ایک حصہ ہی ہے یہ غلط ہے اگر اس دلیل کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کرلیا جائے تو رشوت، سود، شراب، نوشی، ناچ گانے عریانی بے حیائی سب ناجائز کاموں پر لوگوں کا عمل ہے لہذا اس تعامل الناس کو دیکھ کر علماء کو جواز کا فتوی دینا چاہئے حالانکہ ایسا کہنا اور سوچنا بھی دین متین سے بغاوت ہوگی ۔

کونسا تعامل الناس ملحق بالاجماع ہے:

" ان القیاس الجلی یقتضی شیأ والاثر والاجماع والضرورة والقیاس الخفی یقتضی ما یضاده فیترک العمل بالقیاس ویصار الی الاستحسان "

ایک حکم کا قیاس جلی تقاضا کرتا ہو لیکن حدیث پاک اور اجماع اور ضرورت اور قیاس خفی اس کی ضد کا تقاضا کرتے ہوں تو قیاس جلی کو چھوڑ کر استحسان پر عمل ہو گا۔

(نور الانوار ص ۲۴۳)

یہ مسئلہ بیان کرنے کے بعد مثالیں دی گئیں، پہلی صورت کی مثال بیع سلم دی گئی یعنی قیاس کے مطابق بیع سلم ناجائز ہونی چاہئے لیکن حدیث پاک سے اس کا جواز ثابت ہو رہا ہے لہذا بیع سلم جائز ہوگی قیاس پر یہاں عمل نہیں ہوگا۔

دوسری مثال دی ہے استصناع (صفت طلب کرنا):

" والاستصناع مثال بالاستحسان بالاجماع وهو ان يامر انسان مثلا بان يخرز له خفا بكذا وبين صفة ومقداره ولم يذكر له اجلا فان القياس يقتضي ان لايجوز لانه بيع المعدوم ولكنا تركنا واستحسنا جوازه بالاجماع لتعامل الناس فيه وان ذكر له اجلا يكون سلما "

استصناع مثال ہے جو اجماع امت سے ثابت جیسے کوئی انسان کسی کو کہے مثلاً تم مجھے جوتا اتنی قیمت کا بنادو اس قسم کا ہو فلاں پاؤں کا ہو لیکن وقت مقرر نہ کریں کہ فلاں وقت تک بنادو قیاس چاہتا ہے کہ یہ جائز نہ ہو کیونکہ معدوم چیز کی بیع ہو رہی ہے لیکن ہم اس قیاس کو چھوڑ دیں گے اور استحسان پر عمل کریں گے کیونکہ لوگوں کے عمل کی وجہ سے اس کے جواز پر اجماع ہے استصناع اور بیع سلم میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ وقت مقرر ہو جائے تو سلم ورنہ استصناع۔

(نور الانوار ص ۲۳۳)

" فان قلت ان هذا الاجماع معارض للنص وهو قوله عليه السلام لاتبع ما ليس عندك فكيف يكون مقبولا قلت النص صار مخصوصا في حق هذا الحكم بالاجماع "

اگر یہ کہا جائے کہ یہ اجماع تو حدیث پاک کے مخالف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی شخص اس چیز کی بیع نہ کرے جو اس کے پاس نہیں تو یہ اجماع کیسے قبول ہوگا تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ بے شک حدیث پاک اس حکم کے حق میں مخصوص ہے بالاجماع یعنی اس کے مخصوص ہونے میں اتفاق ہے۔

(قمر الاقمار)

" فان قلت ان القران شرط الخصوص عندنا والاجماع ليس بمقارن قلت ان القران شرط في التخصيص الاول والنص مخصوص قبل الاجماع بالسلم فيجوز بعد بالاجماع "

اگر یہ کہا جائے کہ کسی حکم کو خاص کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مخصص کی اس کے ساتھ مقارنت پائی جائے حالانکہ اجماع کا نص سے تقارن نہیں پایا گیا تو اس کا جواب یہ دیا جائے کہ کسی نص کو خاص کرنے کے لئے پہلی مرتبہ جو تخصیص پائی جائے اس کی مقارنت ضروری ہے بعد میں ضروری نہیں اس حدیث پاک کی تخصیص اجماع سے پہلے خود حدیث پاک سے ہی ہے جس میں تقارن پایا گیا ہے بیع سلم سے تخصیص ہے اس کے بعد اجماع سے تخصیص بغیر مقارنت کے جائز ہے۔

(قمر الاقمار)

مذکورہ بحث سے نتیجہ حاصل ہوا :

لوگوں کے ہر عمل کو دیکھ کر مسائل نہیں بدلتے۔ ناجائز، جائز نہیں ہوتا بلکہ قیاس سے سے حکم کا جائز ہونا سمجھ آرہا ہو اور لوگوں کا عمل اس کے خلاف ہو اور اس عمل کو اجماع امت نے جائز قرار دیا ہو اور وہ اجماع حدیث پاک کے مخالف نہ ہو۔ اجماع پر علت نص سے حاصل ہو اور اجماع بھی مجتہدین فقہاء کرام کا ہو جو نیک ہوں، خواہشات نفسانیہ (چاپلوسی) قرب سلطان، حصول جاہ، حصول مال اور فسق ان میں نہ پایا جائے۔

تو اس وقت تعامل الناس کی اصطلاح کو استعمال کیا جائے گا ورنہ تعامل الناس کی من گھڑت بے جا اصطلاح سے لوگوں کو دین سے دور کرنیکے مترادف ہوگا۔

استصحاب حال کا غلط استعمال۔

استصحاب الحال کے ذریعے دراصل سابقہ دور کے کئی رسم ورواج یا عرف وعادات کو بحال رہنے دیا جاتا ہے۔ اس استدلال کی بعض صورتوں کو بھی امام صاحب نے اختیار کیا۔ استصحاب کا مفہوم دراصل یہ ہے کہ جب تک کسی مسئلہ کے خلاف کوئی حکم شرعی ثابت نہ ہو سابقہ حالت کو برقرار رہنے دیا جائے۔

اعتراض: پس کھڑے ہونے کے عمل کو برقرار رہنے دیا جائے کہ اس کے خلاف کوئی حکم شرع ثابت نہیں۔

جواب: استصحاب حال ہمارے نزدیک کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ قیاس کے ساتھ ملحق ہے۔ لہذا استصحاب حال کا حال کو پیش کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ آیئے ذرا استصحاب حال کا حال دیکھئے:

" استصحاب الحال ای طلب صحبة الحال للماضی بان یحکم علی الحال بمثل ما حکم فی الماضی و حاصله البقاء ما کان علی ما کان بمجرد انه لیوجد دلیل مزیل و هو حجة عند الشلفعی استدلالا ببقائنا الشرائع بعد وفاته علیه السلام وعندنا هو لیس بحجة لان المثبت لیس بمبق "

استصحاب حال کا معنی ہے ماضی کے لئے حال کی طرح حکم لگانا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ استصحاب حال کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز جس طرح تھی اسی حال پر اس کو رہنے دینا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ پائی جائے یہ استصحاب حال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حجت ہے ہمارے نزدیک حجت نہیں۔ اس لئے کہ یہ مثبت ہے، اس میں بقانہیں۔ اس لئے کہ یہ لازم نہیں آتا کہ جس دلیل سے ابتداء زمانہ ماضی میں ثبوت پایا گیا ہو وہ حال میں بھی باقی رہے کیونکہ بقاء عرض ہے جو حادث ہے غیر موجود ہے لہذا اس کے لئے علیحدہ سبب کی ضرورت ہے۔

(نور الانوار ص ۲۳۸)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پیش کی تھی کہ استصحاب حال حجت ہے اس لئے کہ نبی ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی احکام شرعی ثابت ہیں۔ لہذا ان کا ثبوت صرف استصحاب حال کی وجہ سے ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق چونکہ استصحاب حال حجت نہیں لہذا آپ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔

" واما بقاء الشرائع فلقیام الادلة علی کونه خاتم النبین ولا یبعث بعده احد ینسخها لا بمجرد استصحاب الحال "

احکام شرعیہ کی بقا صرف استصحاب حال کی وجہ سے نہیں بلکہ دلائل موجود ہیں کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کردے۔

(نور الانوار ص ۲۳۸)

اب تک جو بحث کی گئی ہے اس سے یہ واضح ہوا کہ استصحاب حال کا حجت ہونا باطل ہوا تو معترضین کا مفروضہ جو انہوں نے قائم کیا ہے وہ خود باطل ہو گیا۔ وہ ان کا باطل مفروضہ یہ ہے ''پس کھڑے ہونے کے عمل کو برقرار رہنے دیا جائے کہ اس کے خلاف کوئی حکم شرع ثابت نہیں۔ اس مفروضہ کی بنا استصحاب حال پر تھی۔ جس کا غلط استعمال کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے حنفی مذہب باطل نہیں ہو سکتا:

معترض نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے دلائل کے طور پر اپنے رسالہ کے اوراق بھر دیئے ہیں

محاسبہ:

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ اقامت کے مسئلہ میں تین مذاہب یعنی حنفی، شافعی اور حنبلی کا اتفاق ہے صرف مالکی مذہب مختلف ہے اگر بالفرض تینوں مذہب یعنی مالکی شافعی اور حنبلی ایک طرف ہوتے اور حنفی مذہب دوسری طرف تو ہم نے پھر بھی حنفی مذہب کو ہی اختیار کرنا ہے کیونکہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اس لئے معترضین کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے عنوان سے سیاہ شدہ اوراق کی حیثیت پانی کے بلبلہ سے زائد نہیں فضائل میں تمام ائمہ کے اقوال حجت کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن احکام ثابت کرنے کے لئے حنفی ہونے کا دعویدار صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پیش کرے یا حنفی مذہب کو چھوڑ کر مالکی مذہب اختیار کر لے پھر وہ لکھ لکھ کر کتابوں کے انبار لگا

دے ہم صرف اتنا کہہ دیں گے کہ وہ شخص مالکی ہے ہم حنفی ہیں ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں حنفی ہو کر کوئی شخص امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے احکام ثابت نہیں کر سکتا

آیئے غور کریں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حنفی فقہاء کرام نے فقہی کتب میں کیسے بیان کیا ہے۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں:

" والقیام حین قیل حی علی الفلاح "

(کنز الدقائق باب صفۃ الصلوۃ)

نماز کے مستحبات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے فرمایا کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے خیال رہے کنز متن ہے معترضین متن کی تقدیم کے قائل ہیں ماتن نے مطلق ذکر کیا ہے مقتدی یا امام سے مقید نہیں کیا اور نہ ہی امام دیکھنے کی قید کا ذکر کیا۔

" والقیام حین قیل حی الفلاح والقیام الی الصلوۃ حین قیل حی علی الفلاح وقال زفر رحمۃ اللہ علیہ حین قیل قد قامت الصلوۃ "

(ملا مسکین ص ۱۸۰)

ماتن نے کہا ہے جس وقت حی علی الفلاح کہا جائے اس وقت قیام مستحب ہے یعنی قیام سے مراد نماز کے لئے کھڑا ہونا امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت مستحب ہے کھڑا ہونا جب قد قامت الصلوۃ کہا جائے۔

" والقیام ای قیام الامام والقوم قال فی الوجیز والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ومثلہ فی المبتغی"

امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب حی علی الفلاح کہا جائے ماتن نے مستحب کہا ہے وجیز میں یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدی کا کھڑا ہونا سنت ہے مبتغی میں بھی اسی طرح ذکر کیا گیا ہے۔

(حاشیہ شیخ شلبی (چلپی) علی التبیین ص ۱۰۸)

"والقیام حین قیل حی علی الفلاح"

جب حی علی الفلاح کہا جائے اس وقت (امام اور مقتدی) کھڑے ہوں

(نور الایضاح فصل من آدابها)

"قیام القوم والامام ان کان حاضر القرب المحراب وقت قول المقیم فی ضمن قوله لهذا امر بالقیام فیجاب"

امام اور قوم اس وقت کھڑے ہوں جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے کیونکہ مکبر نے امر بالقیام دیا ہے تو اسے قبول کیا جائے یہ اس وقت ہے جب امام محراب کے قریب ہو۔

(حاشیہ مولانا اعزاز علی دیوبندی نور الایضاح)

خیال رہے کہ یہ حاشیہ دیوبندی مولانا صاحب کا ہے آپ نے امام اور مقتدی دونوں کے قیام ذکر کیا ہے اب یہ مفروضہ بھی باطل ہو گیا کہ امام حاضر ہونے پر یہ حکم نہیں اور مقتدیوں کے لئے یہ حکم ہے، امام تو ابھی آ رہا ہے لہذا اس کے لئے یہ حکم نہیں مولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی نے تمام مفروضوں کا خاتمہ کر دیا۔

"طریقه خواندنی نماز بروجه سنت آن است که اذان گفته شود و اقامت ونزد حی علی الفلاح بر خیزد"

یعنی نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اذان کہی جائے پھر اقامت اور حی علی الفلاح کے وقت لوگ کھڑے ہوں۔

(مالابد منه ص ۳۰)

"وعن الادب القیام ای قیام القوم والامام ان کان حاضرا لقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح انه امر به فیجاب"

مستحب یہ ہے کہ امام جب محراب کے قریب ہو تو لوگ کھڑے ہوں جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے اس لئے کہ وہ قیام کا حکم دے رہا ہے اسے قبول کیا جائے۔

(مراقی الفلاح فصل من آدابها)

"لانہ امر بہ فیجاب ای لان المقیم امر بالقیام ای ضمن قولہ حی علی الفلاح فان المراۃ بفلاحھم المطلوب منھم حینئذ الصلوۃ فیبادر الیھا بالقیام "

اقامت کہنے والا جب اقامت کہے اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو لوگ کھڑے ہوں کیونکہ وہ کھڑے ہونے کا امر دے رہا ہے لہذا اسے قبول کیا جائے بظاہر وہم تھا کہ اس نے قیام کا ذکر ہی نہیں کیا تو اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ جب وہ حی علی الفلاح کہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ فلاح کی طرف آؤ یعنی اپنے مطلوب و مقصود کو پاؤ وہ مطلوب و مقصود نماز ہی ہے اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اب اس طرف جلدی کریں یعنی اب قیام کریں۔

(طحطاوی فصل من آدابھا)

" واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه یقعدو لاینتظر قائما فانه مکروه کما فی المضمرات قهستانی ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون "

جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کرے اور ایک شخص مسجد میں داخل ہو تو بیشک وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیونکہ یقیناً یہ مکروہ ہے جیسے مضمرات میں ہے قہستانی نے اسے ذکر کیا ہے اسی سے یہ سمجھ آ گیا کہ اقامت کی ابتداء میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

(طحطاوی فصل من آدابھا)

قربان جاؤں ایک فقیہ کی نظر کتنی دور تک کام کر رہی تھی" والناس عنه غافلون "(لوگ اس سے غافل ہیں) کہہ کر واضح کر دیا کہ یقیناً لوگ اس سے غفلت کا مظاہرہ کریں گے غلط تاویلوں سے اسے رد کریں گے اس کی بحث انشاء اللہ آگے آئے گی۔

" والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلافا لزفر فعنده عند حی علی الصلوة "

امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک جب حی علی الصلوۃ کہے پھر کھڑے ہوں۔

(در مختار باب آداب الصلوۃ)

"حين قيل حي على الفلاح كذا في كنز ونور الايضاح والاصلاح والظهرية والبدائع وغيرها والذى فى الدرر متنا وشرحا عند الحيعلة الاولى يعنى حين يقال حى على الصلوة"

حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں یہ مسئلہ کنز نور الایضاح، اصلاح، ظہریۃ، بدائع وغیرہ میں ہے البتہ درر میں متن اور شرح میں حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا ذکر ہے حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا ذکر کئی کتب میں ہے۔

(شامی باب آداب الصلوۃ)

" وعزاه الشيخ اسمعيل فى شرحه الى عيون المذاهب والفيض والوقاية والنقاية والحاوى والمختار، قلت واعتمد فى متن الملتقى "

حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا ذکر شیخ اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح میں کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ عیون المذاہب، فیض، وقایۃ، نقایۃ، حاوی اور مختار میں ہے شامی کہتے ہیں ملتقی میں بھی اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(شامی باب آداب الصلوۃ)

واضح ہوا کہ فقہ کی معتبر بیسیوں کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے فقط اختلاف اس میں ہوا کہ حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوں یا حی علی الفلاح پر لیکن یہ کسی نے نہیں کہا کہ ابتداء میں کھڑے ہو جائیں۔

" قال فى الذخيرة يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حى على الفلاح عند علمائنا الثلاثة "

ذخیرہ میں ہے کہ ہمارے تین ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک امام اور مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔

(شامی باب آداب الصلوۃ)

تاہم شامی کا مختار حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونا ہے، ابھی تک جو بحث کی گئی ہے اس سے واضح ہوا کہ تمام فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ امام اور مقتدی شروع سے ہی نہ کھڑے ہوں بلکہ حی علی الصلوۃ یاحی علی الفلاح پر کھڑے ہوں شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو حدیث شریف بخاری، مسلم، ترمذی کے حوالہ سے بیان کی جا چکی ہے وہ مشکوۃ شریف میں باب الاذان کے ملحقات و متممات میں ذکر کی گئی ہے اس کی شرح اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق نے اس طرح کی۔

" وعن ابی قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا ...... چوں اقامت گفته شود برائے نماز پس بر نخیزد، حتى قد خرجت ، تاآنکه بینند بر اکه بتحقیق بیرون آمدم در آں مسئله فقهاء گفته اند مذهب آنست که نزد حی علی الصلوة باید بر خطا است وشاید که بیرون آمدن آنحضرت در نیوقت می بود (متفق عليه)"

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اقامت کہی جائے تو نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لو اس کی شرح میں شیخ نے فرمایا کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہیے، شاید کہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا یہی وقت ہوگا۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں جو وضاحت کی ہے وہ ذکر کی

جا چکی ہے۔ عمدۃ القاری میں بھی تقریباً اسی شرح کو ذکر کیا گیا ہے، اصل وجہ نبی کریم ﷺ کی یاد کو تازہ رکھنا ہے علت رہے یا نہ رہے۔

حج میں پہلے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتا ہے جس کا سبب زائل ہو چکا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی یاد ابھی تک تازہ ہے تا قیامت یہ سلسلہ باقی رہے گا:

"ویرمل فی الثلث الاول من الاشواط والرمل ان یهز فی مشیه الکتفین کالمبارز یتبختر بین الصفین و ذالک مع الاضطباع و کان سببه اظهار الجلد للمشرکین حین قالوا اضناهم حمی یثرب ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی ﷺ وبعده"

اپنے طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرے رمل یہ ہے کہ کندھوں کو ہلا ہلا کر چلے جس طرح میدان کارزار میں دو صفوں کے درمیان بہادر لوگ اپنی قوت کا اظہار کرنے کے لئے کندھوں کو حرکت دیتے ہیں طواف کرنے والا اپنی چادر جو اس نے اوپر لپیٹ رکھی ہے وہ دائیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے کے اوپر ڈال کر رمل کرے وجہ اس کی یہ تھی جب مشرکین نے صحابہ کرام کے متعلق کہا تھا کہ ان کو یثرب (مدینہ طیبہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے تو ان کو اپنی قوت اور طاقت دکھانا مقصود تھی نبی کریم ﷺ کے زمانہ اطہر میں ہی یہ سبب ختم ہو گیا اور بعد میں بھی ختم ہی رہا لیکن رمل کا حکم موجود ہے۔

(هدایه اولین کتاب الحج)

اب مسلمان کس مشرک کو اپنی قوت دکھانے کے لئے رمل کرتے ہیں یہاں تو بالیقین سبب ختم ہو جانے کے باوجود حکم موجود ہے تاکہ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی یاد باقی رہے کہ آپ نے اور آپ کے یاروں نے یہ کام کیا تھا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا حی علی الصلوۃ کے وقت تشریف لانا اور صحابہ کرام کا اس وقت کھڑا ہونا ہی ہمارے لئے کافی ہے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو زیادہ دیر کھڑے ہونے کی تھکاوٹ سے بچانے کے لئے حکم دیا تھا تو

پھر بھی حکم برقرار رہے گا۔

وہابیوں کو تکلیف تو اس وجہ سے تھی کہ اس میں ضمناً قیام تعظیمی بھی ثابت ہو رہا تھا لیکن نام نہاد سنیوں کو کیا تکلیف لاحق ہو گئی نام نہاد سنی ملاؤں کو چاہئے تھا کہ وہ مشائخ کو یہ نقطہ بھی بتاتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ابتداء میں نہ کھڑا ہونا اور حضرت عروۃ بن ہشام کا ابتداء میں قیام کو مکروہ سمجھنا پہلے مذکور ہو چکا ہے اب بھی کوئی کہتا ہے کہ دلیل نہیں پائی گئی تو اس کا علاج ممکن نہیں لاعلاج مرض کی دوا موت کے بغیر کچھ نہیں۔

معترضین کے چند عجیب اقوال:

(۱) فقہاء کا قول اصل نہیں۔

(۲) شروع اقامت میں قیام معہود کے خلاف کوئی دلیل ادلہ اربعہ سے نہیں

(۳) قیام معہود کو بعض غیر فقیہ لوگوں نے مکروہ تحریمی کہا۔

(۴) معہود بیٹھنے کو بعض حضرات نے بلا دلیل سنت کہا۔

(۵) جو حضرات قول مکروہ کو پسند کرتے ہوئے......

......''والناس عنه غافلون'' پڑھ کر اپنی علمیت کی ڈینگ مارتے ہیں انہیں چاہئے کہ مشائخ کا خیال رکھیں۔

مقام تفکر:

سبحان اللہ کیسا نقطہ دلچسپ عجیب الٹی ہی چال چلتے ہیں، دیوانگان عشق

غور کیجئے مشائخ سنت کے تابع غلط بیان سے مشائخ کو بدنام نہ کریں مشائخ نے کبھی نہ کہا کہ سنت کو ہمارے تابع کر دیا جائے۔

(۶) عالمگیری طحطاوی وغیرہ کا مکروہ کہنا بلا دلیل ہے تو پھر سند اپیش کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔

(۷) جب حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کا بیٹھنا ثابت نہیں تو پھر سنت کیسے ہوا؟

مقام تفکر:

ماقبل بیان کی گئی بحث سے واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام بیٹھتے تھے تین مذاہب میں بیٹھنا ثابت ہے روشن آفتاب کو دیکھ کر کوئی کہے میں نہیں مانتا یہ آفتاب ہے یا نہیں آفتاب کب روشن ہے؟ ایسے شخص کو سمجھانا تو انسانی طاقت سے ماورا ہے البتہ اپنی طرف سے حجت قائم کر دینا کہ دھوپ ہے روشنی ہے آفتاب کی چمک دمک ہے سبھی کہہ رہے ہیں آفتاب روشن ہے کافی ہے۔

(۸) اقامت کے وقت کھڑا رہنا اویسی صاحب کے نزدیک روحانی بیماری ہے "بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ بیماری شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی سب میں ہے"

محاسبہ:

ذرا غور کریں، صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پہلے بیان ہو چکا ہے مجتہد امام کے اجتہادی فتوی کو بیماری سے تعبیر کرنا صریح خطا ہے مجتہد کے اجتہاد میں خطا بھی ہو وہ ایک ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

باقی تین مذاہب اس کے خلاف ہیں ان کو بیماری سے تعبیر کرنا ایک جرم اور ان کی طرف اس چیز کو منسوب کرنا جو ان کا مسلک ہی نہیں دوسرا جرم ہے بلکہ صریح کذب بیانی کر کے لعنت کا طوق گلے میں ڈال لیا گیا میں نے پہلے معتبر کتب کے حوالہ سے ثابت کر دیا ہے کہ تینوں مذہب حنفی، شافعی، حنبلی حی علی الصلوۃ یاحی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے قائل ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سر آنکھوں پر جو ہماری ہی دلیل ہے:

معترضین اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے پر دلیل قائم فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن"، یعنی جس عمل کو مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

محاسبہ:

معترضین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو نقل تو کر دیا لیکن مطلب سمجھنے کا فقدان رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل سنت و جماعت کے علماء و عوام اقامت بیٹھ کر سننے پر عمل کر رہے ہیں مستحب سمجھتے ہیں اچھا سمجھ کر ہی عمل کر رہے ہیں لہذا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ کو بھی یہی پسند ہے۔
اگر معترضین کے نزدیک صرف وہابیہ مسلمان ہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والا آپ کے تلامذہ کا چھوٹا سا گروہ ہی فقط مسلمان ہیں تو یہ دلیل معترضین کے موقف کو ثابت کرے گی اور اگر کثیر علماء اہل سنت اور عوام کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ دلیل ان کے موقف کے خلاف ہے معترضین نے جا بجا اسی طرح ٹھوکریں کھائی ہیں یا غلط اصطلاحوں کا استعمال کیا یا ایسی دلیلیں قائم کیں جو ان کے مدعیٰ کو رد کرنے کے لئے کافی ہیں۔

لوگ اسلام کے تابع ہیں اسلام لوگوں کے تابع نہیں:

اگر یہ نقطہ معترضین کو سمجھ آ جائے کہ اسلام لوگوں کے تابع نہیں بلکہ لوگ اسلام کے تابع ہیں تو معترضین کی ساری پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں معترضین کو ایسی ہی پریشانیاں لاحق ہیں جیسے وہابیوں کو خدا کی فکر رہتی ہے انبیاء کرام کی شان بیان کریں اولیاء کرام کے کمالات بیان کریں تو ان کو خدا کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ شرک ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب عطائی اور محدود مانیں پھر بھی شرک ہو گیا لیکن ہمارے معبود حقیقی کا علم عطائی نہیں محدود

نہیں اس لئے ہمیں فکر نہیں ہوتی کیونکہ ہمارا رب قدوس بہت بلند و بالا شان کا مالک ہے معترضین کو نماز کی فکر نہ ہے اور لوگوں کے مطابق اسلام کو ڈھالنا چاہتے ہیں یعنی لوگ جو چاہیں اسی کے مطابق اسلام کو بھی پھیرتے چلے جائیں معترضین کی پریشانی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) بیان تسویۃ الصفوف (صفوں کو سیدھا کرنا) بوقت اقامت بیٹھنا سنت نہیں وہاں سنتوں میں سے۔

"ہاں سنتوں میں سے"

معترضین کے اس علمی نقطہ اور عجیب منطق سے بھی علماء دنگ رہ جائیں گے یہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے عقل نہیں بلکہ حماقت ہے۔

" عليكم سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين "

حدیث مصطفیٰ ﷺ پر اہل علم غور کریں گے تو انشاء اللہ یہ سمجھنا مشکل نہیں رہے گا معترضین نے کیا کہا ہے اور کہاں تک صحیح ہے معترضین کے بیان کی اصل پریشانی یہ ہے کہ اقامت بیٹھ کر سننے کی وجہ سے صفیں درست نہیں ہو سکتیں اس لئے لوگوں کی غلطی درست کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام کو لوگوں کی منشاء کے مطابق کر دیا جائے تو اسی میں آسانی ہے۔

اعتراض: صفوں کے درمیان کی کشادگی کے بند کرنے کی ضرورت ہے اس لئے کھڑے ہو کر اقامت سنی جائے۔

جواب: اس بیان کی وجہ بھی معترض کی ایک اور پریشانی ہے کہ اقامت بیٹھ کر سننے میں صفوں کے درمیان کشادگی کو بند کرنے میں خلل آتا ہے ان دونوں مسئلوں کو معترض نے اس طرح احادیث سے ثابت کیا کہ صفیں سیدھے کرنے اور ان کے درمیان کشادگی کو بند کرنے کے متعلق احادیث موجود ہیں گویا کہ معترض کے نزدیک دیگر تمام علماء کرام ان مسائل سے جاہل ہیں۔

اعتراض : ثناء پڑھنے کی اہمیت بہت واضح ہے کتب فقہ میں ہے کہ جب امام نے قرات جہراً شروع کر دی تو اب مقتدی ثناء نہیں پڑھ سکتا بیٹھنے کی صورت میں خلل آنے کا ظن غالب ہے۔

جواب : ثناء پڑھنے کی اہمیت کو تمام اہل علم تسلیم کرتے ہیں صفوں کو سیدھا کرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کس نے اس کا انکار کیا؟ صفوں کے درمیان کشادگی بند کرنے کو کون نہیں مانتا؟ جب کہ یہ احادیث طیبہ سے ثابت ہے جب ان تینوں مسئلوں میں اہل علم کا اتفاق ہے تو وجہ فرق کیا ہے؟ بعض حضرات اقامت بیٹھ کر سننا مستحب قرار دیتے ہیں اور کچھ حضرات اقامت کھڑے ہو کر سننے پر زور دے رہے ہیں۔

اصل وجہ فرق وہی ہے جس کو میں نے عنوان میں ذکر کر دیا ہے جن حضرات کے نزدیک لوگ اسلام کے تابع ہیں وہ کہتے ہیں کہ لوگ بوقت ابتداء اقامت صفوں کو درست کر کے بیٹھ جائیں صفوں کے درمیان کشادگی کو بند کرلیں جب مکبر حی علی الصلوۃ یاحی علی الفلاح پر پہنچے کھڑے ہو جائیں نیت کرلیں امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ تکبیر تحریمہ کہہ لیں امام کے ثناء پڑھنے تک یہ بھی ثناء پڑھ لیں، جب امام جہراً قرات شروع کرے اس وقت خاموش ہو کر قرات سنیں تمام سنتوں پر بخوبی احسن واکمل طور پر عمل ہو جائے گا کسی میں کوئی خلل نہیں آئے گا، ان حضرات کو کسی خلل کی کوئی پریشانی نہیں کیوں ان کے نزدیک اسلام مقدم ہے لوگوں کی خواہشات پیچھے ہیں لوگ اسلام کے تابع ہیں اسلام لوگوں کے تابع نہیں۔

اور جن حضرات کے نزدیک لوگ اسلام کے تابع نہیں بلکہ اسلام لوگوں کے تابع ہے انہیں یہ تمام قسم کے فکر لاحق ہیں پریشانیوں سے سر چکرا رہا ہے، ہر وقت اس سوچ میں ہیں لوگ کیسے راضی رہیں گے، اسلام کے احکام کیسے تبدیل کریں زہر کو میٹھی چیز بنا کر لوگوں کو کیسے کھلا دیں یہ حقیقت مبالغہ آرائی نہیں الزام تراشی نہیں کسی کو مورد الزام ٹھہرانا

مقصود نہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا مطلوب نہیں ہاں کسی کو اپنی عبارات اس پر دلالت کر رہی ہوں تو اس میں ہمارا قصور نہیں آیئے ان الفاظ کو دیکھئے جو بتا رہے ہیں کہ اسلام کو لوگوں کے تابع بنانے کی فکر ہے۔

(۱) موجودہ دور کے بعض علماء شروع اقامت میں قیام کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ حالانکہ قیام پر تعامل ہے یعنی لوگوں کا عمل کھڑے ہو کر اقامت سننا ہے اس لئے لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے اس عمل کو جاری رکھا جائے بیٹھ کر اقامت سننے کو مستحب نہ قرار دیا جائے معاذ اللہ ارشاد نبوی ﷺ کو پس پشت ڈال دیا جائے، لیکن لوگوں کا خیال رکھا جائے ایسے ہی احمق لوگوں نے دین برباد کر دیا کوئی لوگوں کو خوش کرنے کی فکر میں ہیں کوئی حکام کو خوش کر کے پیسے بٹور رہے ہیں۔

(۲) حی علی الفلاح سے قبل کھڑا ہونے کو مکروہ کہنا یا خلاف سنت یا خلاف اولی کہنا جب کہ سلف کی اتباع (وہ کون سے سلف سنت کے تارک تھے یہ معترض ہی جانتے ہیں) کے علاوہ سنن (صفوں کے سیدھے کرنے اور صفوں کے مابین کشادگی کو بند کرنے اور امام کے قرات شروع کرنے سے قبل ثناء پڑھنے) کی ادائیگی اس قیام سے باحسن وجوہ ہوتی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے خلاف ہے۔

(۳) معترض جا بجا مشائخ اور مذہب ابی حنیفہ کا استعمال کر کے لوگوں کو الو بنا رہے ہیں ورنہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ لوگ اسلام کے تابع ہوں تو تمام سنتوں اور مستحبات پر عمل اچھی طرح ہو سکتا ہے ویسے معترضین کے تمام اقوال تضاد بیانی کا شکار ہیں کہیں کہتے ہیں متون شروح سے مقدم ہیں جب کہ متون میں استحباب کا ذکر ہے پھر خود ہی کہتے ہیں خلاف اولی نہیں کہا جا سکتا سبحان اللہ کیسی علمیت کیسی عقل و دانش بزعم خویش علمیت کے جواہر پیش کر رہے ہیں در حقیقت ریتلے پتھروں سے زائد کوئی حقیقت نہیں۔

مانعین حضرات کو معذرت پیش کرتے ہیں کہ بعض مصالح (صفوں کو سیدھا کرنے

اور صفوں کے درمیان کشادگی کو بند کرنے اور امام قرات شروع کرنے سے قبل ثناء پڑھنے) کے علاوہ ہم اپنے پیشواؤں کے اپناتے ہوئے طریقہ (شروع اقامت میں کھڑے ہونے) کو اپناتے ہیں کہ ان کا طریقہ ہمارے لئے مستحب ہے۔

معترضین کی اس عبارت میں اسلام کو لوگوں کو تابع بنانے کے علاوہ جو زہر اگلا گیا ہے پہلے بھی میں نے کئی مقامات پر معترض کی عبارات کو مختصر کر کے پیش کیا تا کہ مشائخ سے لوگوں کو دور کرنے کی آپ کی چال کامیاب نہ ہو اور اس کا مصداق نہ بنے۔

﴿وَاذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْا اٰخِرَه لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾

اہل کتاب کا ایک گروہ بولا وہ جو ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔

(۴) مانعین کے قول پر اگر تمام نمازی بیٹھیں اور فلاح کے وقت قیام کریں اور قد قامت الصلوۃ کے وقت جماعت کھڑی ہو تو صفیں سیدھی کرنے اور کشادگی بند کرنے اور قرات کے شروع ہونے سے قبل ثناء پڑھنے میں خلل آئے گا، بالخصوص جمعہ عرس اور دیگر تقریبات کے مواقع پر تمام نمازیوں کے بیٹھے رہنے کی صورت میں مذکورہ سنن کی ادائیگی میں کافی حضرات سے خلل ہونا یقینی ہے۔

یہ کلام بھی مفروضہ پر مبنی ہے اسلام کو لوگوں کے تابع بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے ورنہ دیکھا یہ گیا ہے جتنا ہجوم زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی صفوں کو جلدی مکمل کیا جاتا ہے کیونکہ لوگ جگہ حاصل کرنے کے لئے صفوں کے درمیان کشادگی کو مکمل کر لیتے ہیں حج سے بڑھ کر کس تقریب میں لوگ زیادہ ہوتے ہیں حالانکہ حج میں دیکھا گیا ہے کہ وقت سے پہلے تمام صفیں مکمل ہوتی ہیں کہیں درمیان میں جگہ خالی نظر نہیں آتی ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ لوگ کھڑے ہو کر صفوں کو جب درست کرتے ہوں تو پیچھے والے کسی آدمی کو آگے جگہ مل جائے۔

سعی اتحاد یا افتراق:

(۱) حضور اکرم ﷺ کو اتفاق امت نہایت ہی پسند اور مطلوب ومرغوب ہے اور تجاوز عن الحق اور انتشار فساد نہایت ہی ناپسند ہے۔

(۲) سنی بریلوی حضرات میں اقامت کے وقت معہود طریقہ یہ ہے کہ امام صاحب بمع مقتدی بوقت اقامت بیٹھ جاتے ہیں۔

ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ معترض اتحاد کے بہت بڑے داعی ہیں دوسری عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص وہابیوں کا بہت بڑا ایجنٹ ہے سنیت کے لباس میں اہل سنت وجماعت کے اتحاد کو افتراق سے بدلنے کی سرتوڑ کوشش کررہا ہے اپنی زبان سے اقرار کررہا ہے کہ سنی بریلوی لوگ اقامت بیٹھ کر سنتے ہیں، لہذا خود معلوم ہوگیا کہ یہ شخص سنیت کے لباس میں وہابی ہے۔

دیکھئے کتنی کذب بیانی:

معترض: علامہ شامی، علامہ طحطاوی، علامہ یوسف بن کادوری اور علامہ امجد علی کے قول پر حضور اکرم ﷺ کا فرمان مقدم ہے۔

جواب: نبی کریم ﷺ کا فرمان یقیناً مقدم ہے لیکن معترضین حضرات ذرا ایک حدیث پاک تو نکال کر دیکھادیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو اقامت کھڑے ہو کر سنا کرو پھران کا یہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان مقدم ساری دنیا کو شاگرد سمجھ کر اپنی کذب بیانیوں کا قائل نہیں کیا جاسکتا۔

معترضین کے عجیب اقوال:

اعتراض: (۱) مسئلہ کے لئے جب فتاوی کی کتب ہی سے فتوی کافی ہے تو پھر اصول فقہ کے پڑھنے کا کیا فائدہ؟

جواب : فتاوی مرتب کرنے والے فقہاء کرام معترضین کی طرح اصحاب حال اور تعامل الناس کی اصطلاحوں کو سمجھنے سے قاصر نہیں تھے وہ اصول فقہ کے ماہر تھے ان کا علم فتاوی نوریہ اور اردو شرح نور الایضاح تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ علم کے دریا فتاوی کے بادشاہ تھے لیکن معترض صاحب کو علم کی ہوا ہی نہیں لگی کور باطن کو علمی نکات کیا سمجھ آئیں۔

بغیر تبصرہ کے عجیب ارشاد:

(۲) بندہ عرض کرتا ہے جو مسجد میں آیا تو کیوں آیا بیٹھنے کے لئے آیا نہیں بلکہ نماز کے لئے آیا جس کی ابتداء قیام سے ہے تو گویا کہ قیام کے لئے آیا پھر کیوں بیٹھے

کاش کہ فاضل بریلوی کا بتایا ہوا راز معترضین حضرات کو سمجھ آتا:

معترض صاحب نے ایک عنوان مرتب فرمایا صفوں کے درمیان کشادگی کے بند کرنے کی ضرورت اس عنوان کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں بوقت اقامت بیٹھنے کا حکم نہیں ہاں بعض حضرات نے بیٹھنے میں جو ان کے نزدیک راز ہے وہ بتایا کہ بیٹھنے میں مکبر کے قول کی مطابقت ہے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح (آؤ مراد پانے کو) کہا تو جماعت کھڑی ہوگئی (بیٹھے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے) جب مؤذن نے قد قامت الصلوۃ (جماعت کھڑی ہوگئی) کہا تو نماز شروع ہوگئی۔

وضاحت نمبر ۱: یہ مطابقت اس وقت ہوگی کہ بیٹھے ہوئے حضرات بوقت حی علی الفلاح کھڑے ہوں اور بوقت قد قامت الصلوۃ نماز باجماعت شروع ہو جائے۔

وضاحت نمبر ۲: یہ راز فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔

جواب : معترضین کو اگر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا راز سمجھ آجاتا تو آپ کی ساری پریشانیاں دور ہو جاتیں لوگ صفوں کو درست کیسے کریں گے نیت کیسے کریں

ثناء کیسے پڑھیں گے ان سب پر عمل ہو سکتا ہے جب وہ حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہو جائیں اور اقامت شروع ہوتے ہوتے صفوں کو درست کر لیں اب امام قد قامت الصلوۃ پر تکبیر تحریمہ کہہ بھی لے تو سب پر عمل پھر بھی ہو سکتا ہے۔

ویسے یہ بھی خیال رہے کہ ایک مرتبہ ظہر کی نماز معترض حضرت صاحب کی اقتداء میں پڑھنے کا موقع نصیب ہوا لیکن انہوں نے اقامت کو ختم ہونے کے بعد ہی تکبیر تحریمہ کہی لیکن اپنے اعتراضات میں قد قامت الصلوۃ پر امام کو نماز شروع کرنے پر زور دیتے ہیں یہ بھی خیال رہے کہ اقامت کے ختم ہونے کے بعد امام کا تکبیر تحریمہ کہنا بھی فقہاء کرام کا معتبر قول ہے:

"وشروع الامام مذ قيل قد قامت الصلوة وكذا القوم لان الافضل لمذهب ابى حنيفة مقارنتهم له ولو اخر حتى اتمها لا باس به اجماعا وهو المذاهب وفى القهستانى انه الا صح لانه فيه محافظة على فضيلة المؤذن واعانة على الشروع مع الامام"

جب قد قامت الصلوۃ کہا جائے تو امام اور مقتدی نماز شروع کر لیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ افضل ہے تاکہ مکبر جب کہے قد قامت الصلوۃ (نماز قائم ہو گئی) تو اس کے قول سے ان کا فعل مقارن ہو جائے لیکن اگر مؤخر کریں یعنی اقامت کے ختم ہونے کے بعد تکبیر تحریمہ کہیں تو کوئی حرج نہیں اس پر اجماع ہے اور یہ مذہب زیادہ بہتر ہے قہستانی میں ہے کہ بیشک یہی صحیح ہے کیونکہ اس میں مکبر کی متابعت کی وجہ سے فضیلت پائی جاتی ہے اور مکبر کے امام کے ساتھ شروع کرنے میں اس کی معاونت بھی پائی گئی ہے۔

(از در مختار ، شامی)

"قال محمد ينبغى للقوم اذا قال المؤذن حى على الفلاح ان يقوموا الى الصلوة فيصفوا وليسووا الصفوف ويحاذوا بين المناكب فاذا

قام المؤذن الصلوۃ کبر الامام وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ"
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مکبر حی علی الفلاح کہے قوم کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے پھر بغیر کسی تاخیر وہ صفیں بنائیں اور صفوں کو سیدھا کریں یہاں تک کندھے سے کندھا ملائیں اور جب مکبر اقامت کو ختم کرلے امام تکبیر (تحریمہ) یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

(موطا امام محمد باب تسویۃ الصف)

خیال رہے کہ "فاذا قام" کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک مطلب محشی نے "فالفراغ منہ" تحریر کیا ہے جس کا مطلب وہی ہے جو ترجمہ میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ مکبر جب اقامت سے فارغ ہو تو امام تکبیر تحریمہ کہے یہاں اگر کہا جائے کہ اقامت ختم ہونے کے بعد تکبیر کہنے پر تعامل الناس ہے تو یہ کہنا درست ہے کیونکہ اس تعامل پر دلیل موجود ہے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

معترضین کو تو یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ انہیں تو لوگوں کے تعامل کے مطابق فتوی دینے کی ضرورت ہوتی ہے خواہ اس پر دلیل بھی نہ ہو اور جس تعامل پر دلیل بھی پائی جائے اسے تسلیم کرنا تو ان کے لئے لازم ہو جائے گا ہاں البتہ یہ کہہ دیں کہ دلیل والے تعامل کو تو فقہا کرام بھی مانتے ہیں تو میں کیوں مانوں تو یہ کہنے میں وہ حق بجانب ہیں کیونکہ ان کے نزدیک شامی وطحطاوی جیسے جلیل القدر فقہاء کی وقعت تو کچھ نہیں البتہ ان کو فتاوی نوریہ میں مل جائے تو مان لیں گے میرے لئے مقام ادب نہ ہوتا تو میں فتاوی نوریہ کے کئی فتاوی کو اپنے ان اوراق میں ذکر کرتا جن سے معترضین کو اتفاق ہو تو پھر بھی ان کو ماننے کی جرات نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ کیسے چاہتے ہیں کہ ان کو دربار عالیہ سے نکال دیا جائے چاپلوسوں سے یہ کہاں ممکن کہ وہ حق بات کہیں۔

عالمگیری، شامی، طحطاوی معتبر نہیں فتاوی نوریہ اردو شرح نور الایضاح معتبر ہیں

معترضین کے نزدیک ان فتاوی کی عبارات معتبر نہیں کیونکہ انہوں نے بغیر دلیل

کے مسئلہ ذکر کیا ہے گویا یہ اصول فقہ کے ضوابط سے بے خبر تھے۔

معترضین نے ضابطہ مقرر فرمایا کہ ان فتاوی سے مقدم حضور علیہ ﷺ کا فرمان ہے معاذ اللہ یہ حضور علیہ ﷺ کے فرمان کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ طحطاوی نے کھڑے ہو کر اقامت سننے کو مکروہ کہا اس نے حضور علیہ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی۔

طحطاوی نے لکھا ہے کہ اقامت کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے ''والناس عنہ غافلون'' لیکن لوگ اس سے غافل ہیں معترضین کہتے ہیں کہ ''والناس عنہ غافلون'' پڑھ کر لوگ علم کی ڈینگ بجاتے ہیں۔

خیال تھا کہ معترضین اپنے مؤقف کو کسی نص قطعی سے ثابت کریں گے کیونکہ بہت بلند دعوی تھا جو شخص دوسروں کے متعلق کہے وہ علم کی ڈینگ بجار ہے ہیں تو در حقیقت اس کے کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوسرے سب جاہل ہیں میں عالم ہوں وہ صرف فقہی کتب کی عبارات کو پیش کرتے ہیں لیکن میں نصوص قطعیہ سے اپنا مؤقف ثابت کرتا ہوں نہیں تو کم از کم اپنے اس دعوی پر کہ تحیۃ المسجد بنسبت بیٹھ کر سننے سے زیادہ اہم ہیں اور فرض اس کے قائم مقام ہیں اور تحیۃ المسجد کے حکم سے کوئی مستثنی نہیں پر حدیث ضعیف بھی پیش کر دیتے اگر حدیث پاک پیش کرنے سے قاصر تھے تو شامی طحطاوی سے بڑھ کر کسی فتاوی کی عبارت بطور سند پیش کرتے تو کسی حد تک تسلیم کیا جاتا کہ باقی علماء وفقہاء تمام اپنی جہالت سے بے خبر ہیں اور طحطاوی جیسے معاذ اللہ جاہل کی عبارت کو دیکھ کر اپنی علمیت کی ڈینگ بجار ہے ہیں۔

اتنا بڑا مدعی اگر کوئی دلیل پیش کر سکا تو صرف فتاوی نوریہ اور اردو شرح نور الایضاح سے جن کے مؤلفین کو مجازا تو فقیہ کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقۃ کسی طرح بھی فقیہ نہیں، شامی طحطاوی کے مقابل ان کی حیثیت کیا ہے اہل علم ودانش صاحب نظر وبصیرت پر مخفی نہیں۔

فقہ کیا اور فقیہ کون ہے؟

" الفقه هو العلم الحاصل بجملة من الاحكام الشرعية الفروعية بالنظر والاستدلال "

فقہ وہ علم ہے جو نظر واستدلال کے ذریعے تمام احکام شرعیہ فرعیہ حاصل ہوں۔

(مقدمہ نور الانوار)

" ولم يطلق الفقيه الا على المستنبطين منهم يعني يشترط لهم ملكة الاستنباط الصحيح وهو ان يكون مقرونا بشرائطه "

فقیہ وہ ہوگا جسے تمام احکام شرعیہ فرعیہ کے استنباط صحیح کا ملکہ حاصل ہو اور استنباط صحیح کی تمام شرائط پائی جائیں یعنی مجتہد ہو اور اجتہاد کی شرائط اس میں پائی گئی ہوں۔

(از توضیح)

" وشرط الاجتهاد ان يحوى علم الكتاب بمعانيه اللغوية والشرعية ووجوهه التى قلنا من الخاص والعام والامر والنهى وسائر الاقسام السابقة وعلم السنة بطرقها المذكورة وان يعرف وجود القياس بطرقها وشرائطها "

اجتہاد کی شرط یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے معنی لغویہ اور شرعیہ پر انسان حاوی ہو اور اصول فقہ کے تمام ضوابط یعنی خاص اور عام اور باقی اٹھارہ قسموں اور امر اور نہی وغیرہ کو جانتا ہو اور قیاس کے تمام طریقوں اور شرطوں کو جانتا ہو۔

(از منار و نور الانوار)

ان معانی کا اعتبار کرتے ہوئے ہم اپنے زمانہ میں علماء کو فقیہ یا فقیہ اعظم یا فقیہ العصر کے الفاظ سے مجازاً نوازتے ہیں فلاح صاحب کچھ زیادہ مسائل جانتے ہیں فلاح سے اس لئے وہ بڑے فقیہ ہیں یہ نہیں کہ وہ بھول نہیں سکتے ان سے غلطی نہیں ہو سکتی جس فتوی پر بہت ناز کیا گیا ہے اس میں باقی فقہاء کو لکیر کا فقیر غلط طور پر ناقلین سے تعبیر کیا گیا ہے یہ کیوں ممکن نہیں کہ یہ کہا جائے پہلے فقہاء نے تو ٹھیک لکھا ہے لیکن فتاوی نوریہ کے

مؤلف مرحوم سے سہو ہوا ہے فتوی میں غلطی ہوئی ہے وہ کون سی وحی معترضین پر نازل ہوئی جس کی وجہ سے جلیل القدر فقہاء کرام کی عبارات کو صرف میں نہ مانوں کے ضابطہ پر چشم زدن میں رد کر دیا گیا لیکن فتاوی نوریہ کو صحیفہ آسمانی سمجھ لیا گیا ہے۔

خیال رہے کہ خود مولانا نور اللہ بصیری پور رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اعلی حضرت کے فتاوی رضویہ میں انیس سو فتاوی تطفلانہ ہیں اور اعلی حضرت رحمہ اللہ علامہ شامی رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں اگر حضرت بصیری پور رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر کوئی شخص علمی اعتراض کرے تو اسے گستاخ نہ سمجھ لیا جائے مریدین سے زیادہ راقم حضرت کا معتقد ہے۔فتاوی نوریہ کے فتوی کی دارومدار دو چیزوں پر ہے ایک یہ کہ آنے والا شخص اقامت کھڑے ہو کر سنے تا کہ اسے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے دوسری یہ کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز بھی پڑھی جائے وہ تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے تیسری چیز جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ باہر سے آنے والے کا اقامت کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے یہ قول علامہ کا درونی کا ہے باقی سب ناقل ہیں جنہوں نے نقل میں غلطی کی ہے کہ بلا دلیل عبارت اسی طرح نقل کر دی۔

اس فتوی کا جائزہ لینے کے لئے چند چیزوں کی طرف توجہ فرمائیں تا کہ یہ سمجھ آ جائے کہ فتوی میں سہو ہوا ہے فقہاء کرام کا قول درست ہے۔

تحیۃ المسجد ادا کرنا مستحب ہے ترک مکروہ نہیں:

" وعن ابی قتادة ان رسول اللہ ﷺ قال اذا دخل احدكم المسجدفلیر كع ركعتين قبل ان يجلس"

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایک تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔

(متفق علیہ' مشکوۃ' باب المساجد و مواضعها)

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "امر استحباب لا وجوب" "استحبابی امر ہے وجوبی نہیں لیکن اقامت کے مسئلہ میں بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت عروہ کھڑے ہو کر سننا مکروہ سمجھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سنتے تھے۔ لہذا واضح ہوا کہ اقامت میں بیٹھ کر سننے کو مکروہ سمجھنا سب سے پہلے علامہ کا دورنی کا قول نہیں اور تحیۃ المسجد نہ ادا کرنا مکروہ نہیں۔ اس لئے باہر سے آنے والے کے لئے صورت یہ ہے ہی کہ وہ اقامت بیٹھ کر سنے کھڑا ہو کر نہ سنے۔ کیونکہ ترک تحیۃ المسجد مکروہ نہیں اور ترک جلوس اقامت مکروہ ہے۔

تحیۃ المسجد میں مستثنیٰ موجود ہیں:

"ثم الظاهر من الحديث اختصاص ندبها بمريد الجلوس و يحتمل التقييد باالجلوس جرى على الغالب ومن دخله وقت كراهة الصلوة او وهو محدث قال اربع مرات سبحان الله و الحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر و زاد بعضهم ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم فقد روى عن بعض السلف ان ذالک يعدل ركعتين فى لفضل"

پھر ظاہر حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہے تحیۃ المسجد کا استحباب اس کے ساتھ خاص ہے۔ بیٹھنے کی قید کا تعلق اکثر و غالب سے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا تعلق غالب و اکثر سے ہو کیونکہ جو شخص مسجد میں داخل ہو اور بے وضو ہو یا مکروہ وقت میں داخل ہو اس کے لئے تحیۃ المسجد ادا کرنا مستحب نہیں بلکہ منع ہے ہاں البتہ بے وضو یا مکروہ وقت میں مسجد میں آنے والا "سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله و الله اكبر" پڑھ لے۔ بعض حضرات نے کہا مکمل پڑھ لے یعنی ولا حول ولا قوة الا باالله العلى العظيم بھی پڑھ لے۔ بعض سلف صالحین نے کہا اس کے پڑھنے سے دو رکعت تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

(مرقاۃ)

"ویویدہ ما صح عن جابر بن زید الامام الکبیر التابعی انہ قال اذا دخلت المسجد فیصل فیہ فان لم تصل فاذکر اللہ فکانک قد صلیت "

دو رکعت کا ثواب اللہ کے ذکر سے بھی حاصل ہوتا اس کی تائید اس روایت سے بھی ملتی ہے۔ حضرت جابر بن زید تابعی جو بہت بڑے امام ہیں وہ بیان فرماتے ہیں جب تم مسجد میں داخل ہو تو نماز پڑھو اگر نماز (تحیۃ المسجد) نہ پڑھو تو اللہ کا ذکر کر لو تمہیں تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

(مرقاۃ)

طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہونے والا طواف سے ابتداء کرے:

" ومن دخل المسجد الحرام و اراد الطواف فلیبدا بہ و الا فلیصل خلافا لمن وھم خلاف ذالک من قولھم تحیۃ المسجد الحرام طوافہ"

جو شخص طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہو وہ طواف سے ابتداء کرے۔ ہاں اگر طواف کرنے کا ارادہ نہ ہو تو تحیۃ المسجد ادا کرے۔ بعض حضرات نے مطلقاً تحیۃ المسجد الحرام طواف ہی بیان کیا ہے، البتہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو صورتیں ہیں جو ذکر کردی گئیں۔

(مرقاۃ)

بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد فوت نہیں ہوتیں:

" ثم ظاھر الحدیث انھاتفوت بالجلوس لکن روی ابن حباب عن ابی ذر و صححہ قال دخلت المسجد فاذا رسول اللہ ﷺ جالس وحدہ فجلست الیہ فقال یا اباذر ان للمسجد تحیۃ وان تحیتہ رکعتان فقم فار کعھما فقمت فر کعتھما"

اگرچہ ظاہر حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بیٹھنے سے تحیۃ المسجد فوت ہو جائیں گی لیکن حضرت ابن حبان رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح

روائی کرتے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ اکیلے ہی تشریف فرما تھے میں بھی آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر مسجد کے لئے تحیت ہے اور بیشک وہ تحیۃ (المسجد) دو رکعتیں ہیں اس لئے اٹھو دو رکعتیں ادا کرو۔ آپ کہتیں ہیں میں کھڑا ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

(مرقاۃ)

نتیجہ واضح ھوا :

تحیۃ المسجد مستحب ہے ترک کی وجہ سے کراہیت لازم نہیں۔ کسی صحابی، تابعی، فقیہ سے ترک پر کراہیت کا کوئی قول ثابت نہیں:

- بے وضو مسجد میں داخل ہو تو وہ تحیۃ المسجد ادا نہ کرے۔
- مکروہ وقت میں مسجد میں داخل ہونے والے شخص کو تحیۃ المسجد ادا کرنا مکروہ ہے۔
- طواف کے ارادہ سے مسجد حرام میں داخل ہونے والا شخص تحیۃ المسجد کے بجائے طواف سے ابتداء کرے۔
- تحیۃ المسجد نہ ادا کر سکے تو تیسرا کلمہ پڑھ لے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔
- حضرت جابر بن زید تابعی کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کسی طرح بھی کرے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔
- بیٹھ جانے کا بعد بھی تحیۃ المسجد ادا کرنے کا حکم نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اب تم بیٹھ چکے ہو لہذا تحیۃ المسجد فوت ہو گئیں اب بیٹھے ہی رہو بلکہ ادا کرنے کا حکم دیا۔
- بیٹھنے کے بعد ادا ہونے والی دو رکعت تحیۃ المسجد ہی تھیں۔ قضا نہیں کیونکہ نوافل کی قضا نہیں۔

- نبی کریم ﷺ نے بیٹھنے کے بعد دو رکعت ادا کرنے کو تحیۃ المسجد ہی کہا اور مطلق نفلوں کا نام نہیں دیا۔
- کسی صحابی، تابعی، فقیہ نے تحیۃ المسجد ادا نہ کرنے کو مکروہ نہیں کہا بلکہ فقط ادا کرنے میں استحباب کا قول ہے۔

بخلاف اس کے !

- فقہاء کرام نے اقامت بیٹھ کر سننا مستحب بلکہ دجیز نے سنت کہا۔
- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا معمول اقامت بیٹھ کر سننا تھا، لہذا فعل صحابی سے سنت کا ثبوت ہے۔
- حضرت عروہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے اقامت کھڑے ہو کر سننے کو مکروہ قرار دیا۔
- حنفی، شافعی، حنبلی مذاہب میں اقامت کی ابتداء میں کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

اب کوئی مشکل نہیں:

- اگر یہ کہا جائے کہ فتاوی نوریہ کے فتوی میں سہو و خطا واقع ہے فقہاء کرام کا قول درست، بے غبار ہے۔
- اصحاب کشف فقہاء کرام کا یہ کہنا "والناس عنه غافلون" (لوگ اس سے غافل ہیں) اس کو العوام کالانعام کے فعل وقول سے تائید مل گئی۔
- اقامت شروع ہو جانے کے بعد بھی آنے والا بیٹھ جائے کراہیت سے بچنے کے لئے صرف اللہ کا ذکر کرے، تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اور اقامت بیٹھ کر سننے کا ثواب بھی مل جائے گا اور اقامت کھڑے ہو کر سننے کی کراہیت سے بھی بچ جائے گا۔
- اگر بیٹھ گیا اور پھر کھڑے ہو کر فرائض کی ادائیگی میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لی تو ثواب ملے گا، محروم نہیں ہوگا۔ تمام فقہاء کرام کے اقوال کو رد کرنے کے بجائے

مئولف فتاوی نوریہ کے سھو کا قول کیا جائے۔

❁ احادیث کی شروح کی غلط تاویلات سے اجتناب کیا جائے مسئلہ کی حقیقت تو بفضلہٖ تعالی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے لہذا علماء کو چاہیے کہ دین کو عوام کے تابع بنانے کو اپنے علم کو محور نہ بنائیں بلکہ عوام کو مسئلہ کی حقیقت پر عمل کرنے کے طریقہ کو واضح کریں تو تمام مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی۔

❁ الفاظ سے نیت ادا ہو جائے گی صفیں سیدھی ہو جائیں گی کشادگی بند کرنے میں کوئی مشکل در پیش نہیں آئے گی امام کی قرات شروع کرنے سے پہلے ثناء پڑھنا آسان ہوگا۔

❁ ہاں اگر یہی خیال کیا جائے کہ لوگ جس طرح کریں مسائل اسی طرح بدلتے چلے جائیں پھر تو نماز کی معاذ اللہ چھٹی کرانی پڑے گی جمعہ کا خطبہ کئی لوگ نہیں سنتے خطبہ کے اختتام کے قریب وارد ہوتے ہیں تو اس مشکل کا حل تلاش کرنے کے لئے معاذ اللہ خطبہ کو چھوڑنے کا حیلہ تلاش کرنا پڑے گا۔

❁ اللہ تعالی اس قسم کی کوشش سے محفوظ رکھے جس کوشش میں تعامل الناس (لوگوں کا عمل) کو اقوال فقہاء کرام پر ترجیح دی جائے۔

❁ اگر کوئی نہ مانے تو کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اسے ماننے پر مجبور کرے۔

❁ رب ذوالجلال سے بجاہ النبی ﷺ سے دعا ہے کہ افراط وتفریط سے محفوظ رکھے صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے اساتذہ کرام کی مخالفت سے محفوظ رکھے اساتذہ کرام کے ادب واحترام کو دل میں قائم رکھے منافقانہ انداز سے میرے مولی مجھے بچا کر رکھنا اساتذہ کرام سے بے وفائی کرنے سے مجھے بچانا۔

(آمین ثم آمین)

اس رسالہ کے آخر میں "سیف العطاء علی اعناق من طغی واعرض عن دین المصطفی" سے مسئلہ اقامت پر مختصر نوٹ جو دراصل ضمنی مسئلہ کے طور پر آ گیا ہے شامل کیا جاتا ہے اصل میں یہ کتاب مسئلہ کفو میں ہے یعنی جس کا موضوع نکاح سیدہ یا غیر سیدہ کی شرعی حیثیت ہے اس میں اس مسئلہ کو جس تحقیق و تدقیق سے بیان کیا گیا ہے اس میں مسئلہ کی حیثیت اہل علم پر نکھر کر سامنے آ گئی ہے سید الاولیاء حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی وضاحت بھی آ گئی ہے اس مسئلہ پر لکھی گئی چھوٹی چھوٹی کتابچیاں سیف عطاء کی ضرب سے کالعدم ہو گئیں۔

استاذ المحققین والمدققین جامع المعقول والمنقول ملک التدریس استاذ العلماء والفضلاء، استاذ المدرسین حضرت علامہ مولانا حافظ عطاء محمد المعروف بندیالوی مسئلہ اقامت کے متعلق فرماتے ہیں۔

اقامت کے دوران کھڑے ہونے کا مسئلہ اور خوشامدی مفتیوں کا کتمان حق:

قارئین! تمام احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ جماعت کے وقت جب اقامت کہی جائے تو اقامت سے پہلے تمام نمازی اور امام بیٹھ جائیں کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے اور جب اقامت کہنے والا حی علی الصلوۃ پڑھے تو اس وقت نمازی اور امام کھڑے ہو جائیں صرف اقامت کہنے والا کھڑے ہو کر اقامت پڑھے اور دوران اقامت اگر کوئی نمازی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہو اور مقیم حی علی الصلوۃ تک نہ پہنچا ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہئے اس کے لئے بھی کھڑے ہو کر اقامت سننا مکروہ ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

شرح وقایہ کے متن میں ہے:

" ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ "

حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

"ویقوم الامام ای من مواضعه الی الصف وفیه اشارۃ الی انه اذا دخل المسجد یکره له انتظار الصلوۃ قائما بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الصلوۃ""

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو اسے کسی جگہ بیٹھ جانا چاہئے، کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے اسی طرح دوسرے نمازی اور امام بھی بیٹھ جائیں اور جب حی علی الصلوۃ پڑھا جائے تو امام اور سب نماز اپنی جگہوں سے اٹھ کر صف میں داخل ہو جائیں۔

درمختار اور شامی میں ہے:

" دخل المسجد والمؤذن یقیم یقعد الی قیام الامام فی مصلاہ ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح ہندیہ (عالمگیری) عن المضمرات"

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ کوئی آدمی مسجد میں داخل ہوا اور مؤذن اقامت یعنی تکبیر پڑھ رہا ہو تو وہ داخل ہو تو بیٹھ جائے اور اس وقت اٹھے جب امام اٹھے گا اس کے لئے یہ مکروہ ہے کہ کھڑا رہے اور امام ونماز کا انتظار کرے بلکہ اس داخل ہونے والے کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح تک پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو یہ تمام مسئلہ فتاوی ہندیہ (عالمگیری) میں ہے اور اس نے مضمرات کتاب سے نقل کیا ہے، بحر الرائق میں ہے:

" ولو اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل فی المسجد فانه یقعد الی ان یقوم الامام فی مصلاہ"

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مؤذن نے اقامت پڑھنا شروع کی اور ایک مرد مسجد میں داخل ہوا تو اس نو وارد کے لئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ جائے اور اس وقت اٹھے جب امام اپنی جگہ پر کھڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ امام بھی دوران اقامت بیٹھا رہے اور جب مسجد میں اقامت کے وقت داخل ہونے والے کے لئے بیٹھ جانے کا حکم ہے تو جو مقتدی پہلے سے مسجد میں داخل ہیں ان کے لئے تو اقامت کے دوران بیٹھنا بطریق اولی ثابت ہوگا اور اسی میں امام کا اتباع بھی ہے مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ اقامت کے وقت کھڑے رہنا مکروہ ہے اب مکروہ دو قسم ہے مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی دیکھنا یہ ہے کہ اقامت کے وقت کھڑا رہنا کون سا مکروہ ہے تو علامہ شامی نے فرمایا کہ جب مطلق مکروہ ذکر کیا جائے یعنی نہ تحریمی کی قید

ہو اور نہ تنزیہی کی تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے اور عبارات مذکورہ بالا میں جو کہا گیا ہے کہ اقامت کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے تو یہاں مطلق مکروہ کہا گیا ہے کوئی قید ذکر نہیں کی گئی لہٰذا یہ کھڑا رہنا مکروہ تحریمی ہوگا جو حرام کے قریب ہوتا ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں شامی میں ہے:

"المکروہ تحریما وهو ما كان الى الحرام اقرب ويسميه امام محمد حراما ظنيا المكروه فى هذا الباب نوعان احدهما ما كره تحريما وهو المحتمل عند اطلاقهم كما فى زكوة فتح القدير"

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مکروہ تحریمی وہ ہے جو حرام کے بہت قریب ہے اور امام محمد مکروہ تحریمی کو حرام ظنی کہتے ہیں اور جب مطلق مکروہ کا ذکر ہو اور اس کے ساتھ تحریمی یا تنزیہی کی بھی قید نہ ہو تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے اور اس مسئلہ کو فتح القدیر نے کتاب الزکوۃ میں ذکر کیا ہے۔

طحطاوی شرح مراقی میں ہے:

" واذا اخذ المؤذن فى الاقامة ودخل رجل المسجد فانه يقعد ولا ينتظر قائما فانه مكروه كما فى المضمرات ويفهم منه كراهته القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون "

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مؤذن نے اقامت شروع کی اور اسی وقت ایک مرد مسجد میں داخل ہوا تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے کھڑا ہو کر نماز کا انتظار نہ کرے اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اور یہ مضمرات میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء اقامت میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں کہ ابتداء اقامت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور کراہیت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(انتہی)

سبحان اللہ ! اصحاب کشف فقہاء کرام پہ قربان جاؤں کیا خوب کہا لوگ اس سے غافل ہیں حقیقت یہی ہے کہ العوام کالانعام کا غافل ہونا باعث تعجب نہیں لیکن علم کی ڈینگ مارنے والے العلماء کالجہلاء بھی اس سے غافل ہیں یہ کتنا ہی

مقام تعجب ہے، ضمناً فقہاء کرام کی کرامت کا بھی ظہور ہو رہا ہے جو کہہ گئے وہی ہو رہا ہے۔

(عبد الرزاق بھترالوی)

بندہ نے مستند کتب فقہ سے ثابت کیا ہے کہ ابتداء اقامت کے وقت امام اور مقتدیوں کا نماز کے لئے کھڑا ہونا اور جو مقتدی دوران اقامت مسجد میں داخل ہوا اس کا کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا دونوں مکروہ ہیں اور امام و مقتدی اس کراہت سے غافل ہیں یہ کس قدر افسوس ناک امر واقعہ ہے کہ اکثر درباروں پر کراہت کا ارتکاب کیا جاتا ہے لیکن چاپلوس اور خوشامدی مفتی وخطیب یہ اہم مسائل درباروں پر بیان نہیں کرتے اور بے سروپا خلاف تحقیق باتوں کی تبلیغ کر کے عوام و سامعین کو گمراہ کرتے ہیں، فقہی معترض معتبر فقہی کتب سے کوئی دلائل پیش کرتے تو ان کا دعوئ علمیت تسلیم ہوتا اور باقی لوگ صرف علمیت کی ڈینگ مارنے والے جاہلوں کی صف میں چلے جاتے لیکن مؤلف صاحب کی علمیت کا راز افشاء ہو گیا پتہ چلا کہ ابھی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مؤلف صاحب طفل مکتب ہی ہیں۔

(عبدالرزاق بھترالوی)

بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حالانکہ مشائخ کے دربار رشد وہدایت کا مرکز ہوتے ہیں پھر المیہ یہ کہ جب مشائخ کے مریدین کو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے تو وہ سن کر سرے سے مسئلہ کا انکار کر دیتے ہیں کہ یہ شریعت کا مسئلہ ہی نہیں اور دلیل یہ ہوتی ہے کہ ہمارے مشائخ کے درباروں میں اس پر عمل نہیں ہے کتنی افسوسناک بات ہے کہ مشائخ کے حوالے سے ایک شرعی مسئلہ کو غیر شرعی قرار دیا جائے، خوشامدی مفتی اور خطیب اس قسم کے مسائل درباروں پر اس لئے بیان نہیں کرتے کہ شاید مشائخ ناراض ہو جائیں گے حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے شرعی مسائل کے بیان سے مشائخ ہرگز ناراض نہیں ہوتے یہاں اس کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حق پسندی:

بندہ جب شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں سیال شریف میں خدمت تدریس پر مامور تھا تو اس اقامت کے مسئلہ پر بندہ کی حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو ہوئی پہلے تو وہ ابتداء اقامت میں بیٹھنے کے منکر تھے لیکن دلائل سن کر اس بات کو تو مان گئے کہ ابتداء اقامت میں ہی بیٹھنا چاہئے لیکن اس کے منکر تھے کہ جب اقامت شروع ہو جائے تو اس وقت آنے والا آدمی کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے بندہ نے عرض کیا کہ کتب فقہ میں زیادہ ذکر اسی مسئلہ کا ہے کہ اقامت شروع ہونے کے بعد جو آدمی آئے وہ بیٹھ جائے اور کھڑا ہو کر انتظار نہ کرے اس پر بندہ نے شامی کی عبارت پیش کی تو فوراً فرمایا کہ اب مان گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مشائخ دلیل کے ساتھ شرعی مسئلہ کا ذکر کرنے پر ہرگز ناراض نہیں ہوتے بلکہ تسلیم کر لیتے ہیں۔

حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل تقلید پاسداری شریعت:

یہ نیاز مند 1948 میں اپنے حضرت محبوب الٰہی خواجہ سید محی الدین شاہ صاحب بابو جی قدس سرہ العزیز کی ہمرکابی میں پہلی دفعہ بغداد شریف میں حاضر ہوا۔ قافلہ تقریباً 110 متوسلین پر مشتمل تھا جس میں پشاور کے سیٹھی صاحبان اور ملتان کے خواجگان بھی تھے چونکہ یہ قانون ہے کہ بیرون ملک جانے کے لئے پاسپورٹ پر فوٹو چسپاں کرنا ہوتا ہے اسی لئے مجھے فوٹو بنوانے کے لئے کہا گیا لیکن میں نے یہ عرض کرتے ہوئے انکار کر دیا چونکہ فوٹو بنوانا ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے لہذا میں حرام کا ارتکاب کر کے حضرت غوث اعظم محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر کیسے جا سکتا ہوں پورے قافلہ میں صرف اس فقیر کا فوٹو نہیں تھا یہ امر حیرت انگیز ہے کہ یہ نیاز مند بغیر فوٹو عراق گیا اور واپس آیا یہ بحری سفر تھا۔ جہاز میں سیٹھی صاحبان بندہ کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے کہ تم نے یہ انوکھا مسئلہ نکالا ہے ہم لوگ بغرض تجارت غیر ممالک میں جاتے ہیں اور پاسپورٹ پر فوٹو چسپاں کرنا ضروری ہوتا ہے تو میرے حضرت اس

مناظرہ میں نیاز مند کی طرفداری کرتے ہوئے سیٹھی صاحبان کو فرماتے تھے کہ تمہارا اس کے ساتھ مناظرہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ یہ کہتا ہے کہ شریعت میں فوٹو حرام ہے اب اس کے ساتھ تمہارا مناظرہ گویا شریعت کے ساتھ مناظرہ ہے جو یقیناً مناسب نہیں۔

قارئین! غور فرمائیے کہ میرے حضرت قدس سرہ العزیز نے اس فقیر سے دلیل طلب کئے بغیر میرے کہنے پر اعتماد کیا کہ فوٹو ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے اور میری طرفداری فرمائی یہ شریعت کے احترام و عزت کی انتہا ہے۔

مجھ پر محبوب علی قوال مرحوم کا اعتراض اور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کا مسکت جواب:

اس موقع پر محبوب قوال مرحوم نے حضرت علیہ الرحمۃ کے روبرو اس فقیر پر اعتراض کیا کہ تم نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ کھڑا کر دیا ہے حالانکہ فوٹو ایک یادگار ہے اسے دیکھ کر دل کو تسکین ہوتی ہے ابھی میں جواب سوچ ہی رہا تھا کہ میرے حضرت قدس سرہ نے محبوب مرحوم کو میری طرف سے یہ جواب دیا کہ تم جو کہتے ہو کہ فوٹو یادگار ہے یہ غلط ہے فوٹو کوئی یادگار نہیں۔ یاد تو وہ ہے جو دل میں قائم و دائم ہو دل کی یاد فوٹو کی محتاج نہیں پھر حضور نے محبوب قوال مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ تم قوالی میں تو لوگوں کو یہ سناتے رہتے ہو:

"دل کے آئینہ میں تصویر یار ☆ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی"

یہ سن کر محبوب مرحوم خاموش ہو گئے اس لئے کہ یہ مسکت جواب تھا مجھے جواباً لب کشائی کی ضرورت ہی نہ پڑی اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے حضرت مرحوم کے دل میں پاسداری شریعت کا کس قدر جذبہ موجزن رہتا تھا۔

یہ مثالیں اس لئے دی گئیں کہ معلوم ہو جائے کہ خوشامدی مفتیوں اور خطیبوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مشائخ شرعی مسائل کے بیان سے ناراض ہوتے ہیں لہٰذا اعراس (عرسوں) پر شرعی مسائل بیان نہیں کرنے چاہئیں۔

(سیف العطاء علی اعناق من طغی واعرض عن عین المصطفی ص ۲۳۶ تا ۲۴۱ بحذف)

یہاں تک ذکر کردہ بحث سے واضح ہوا کہ اقامت بیٹھ کر سننا مستحب مستحسن اور سنت صحابہ ہے کھڑے ہو کر مکروہ ہے البتہ مکروہ سے مراد کون سا مکروہ ہے۔ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حافظ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق مکروہ تحریمی ہے آپ نے مطلق مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے یہ ضابطہ کلیہ مراد لیا ہے۔

میں اپنے ناقص علم اور ناقص خیال کے مطابق اس ضابطہ کو اکثریہ سمجھتے ہوئے مکروہ تنزیہی کا قائل ہوں تاہم مطلقاً کھڑے ہو کر اقامت سننے پر زور دینا اہل سنت وجماعت کے مسلک کے افراد میں اختلاف پیدا کرنے کی ایک ناپاک جسارت ہے اور مشائخ کو بدنام کرنے کا ایک ناجائز حربہ ہے اہل سنت وجماعت کا اس مسئلہ پر بفضلہ تعالیٰ عمل ہے اس عمل سے ہٹانے کا ایک طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کھل کر وہابیت کا اعلان کر کے اگر لوگوں کو اپنے خیال کا ہمنوا بنانے کی کوشش کی تو اس میں کامیابی نہیں ہوگی البتہ اندر سے وہابی اوپر سے سنی بن کر بظاہر مشائخ کا معتقد بن کر مشائخ کا نام غلط طور پر استعمال کر کے کامیابی حاصل ہوگی لیکن غلامان مشائخ کرام کے زندہ ہوتے ہوئے یہ بے فائدہ سعی ان لوگوں کی کامیاب نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مسلک حق پر قائم رکھے، منافقانہ کردار ادا کرنے سے محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

عبد الرزاق بھترالوی

ابن قاضی عبدالعزیز ابن قاضی فیض احمد ابن قاضی غلام نبی رحمہم اللہ تعالیٰ



حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھترالوی کی تصنیفات

بعد کی زندگی کے احوال
موت کا منظر

علم میراث کا مستند مجموعہ
السراجی فی المیراث (اردو حاشیہ)

قرآن و حدیث کی روشنی میں
عورت کا مقام

اظہار محبت رسول ﷺ
انگوٹھے چومنا مستحب ہے

بلاغت عربی کا حسین مرقع
تلخیص المفتاح (عربی حاشیہ)

آیات و احادیث
اور مصدقہ روایات پر مشتمل
تذکرۃ الانبیاء

اذان کے ساتھ
... سلام مستحب ہے

عربی حاشیہ
نور الایضاح

فقہ کا انسائیکلوپیڈیا
کنز الدقائق عربی حاشیہ

امام اعظم اور فقہ حنفی